احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

اپریل 2019ء

حصولِ ہدایت کی اوّلین شرط: تقویٰ

شیخ الاسلام کا علمی و فکری خصوصی خطاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قیامِ امن کیلئے عالمگیر کاوشیں

فضیلتِ شبِ برأت اور معمولاتِ نبوی ﷺ

اختلافِ رائے اور اتفاق و اتحاد

اختلاف انسانی فطرت کا خاصہ اور کائنات کا حُسن ہے

سانحہ ماڈل ٹاؤن: "اشرافیہ" اقتدار میں خود کو قانون سے بالاتر سمجھتی تھی

دنیا بھر میں قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریبات

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی خصوصی شرکت اور خطابات

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورۂ یورپ
قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریبات میں شرکت اور خصوصی خطابات

ڈنمارک

فرانس

جرمنی

برطانیہ

سپین

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضان نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

زیر نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

جلد: 33 شمارہ: 4 شعبان ۱۴۴۰ھ اپریل 2019ء

حسن ترتیب

(اداریہ) سانحہ ماڈل ٹاؤن: ''اشرافیہ'' خود کو قانون سے بالاتر سمجھتی تھی	چیف ایڈیٹر	3
القرآن: حصولِ ہدایت کی اوّلین شرط: تقویٰ	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
الفقہ: نظرِ بد کی حقیقت اور لباسِ شرعی کی حدود و قیود	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	13
فضیلتِ شب برأت اور معمولاتِ نبوی ﷺ	حافظ ظہیر احمد الاسنادی	16
اختلاف انسانی فطرت کا خاصہ اور کائنات کا اصل حسن ہے	ڈاکٹر حسین محی الدین قادری	22
نوجوان نسل کی تربیت: فکرِ اقبال کی روشنی میں	ڈاکٹر طاہر حمید تنولی	26
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قیام امن کیلئے عالمگیر کاوشیں	عین الحق بغدادی	30
محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا دورہ یورپ	خصوصی رپورٹ	34
قرآنی انسائیکلوپیڈیا: تقریبات میں ڈاکٹر حسین محی الدین کی شرکت	خصوصی رپورٹ	37
قائد ڈے کے موقع پر مرکزی تقریبات	خصوصی رپورٹ	43
شہر شہر قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریبات	ریاست علی چدھڑ	45

چیف ایڈیٹر نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم، محمد ندیم چودھری

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، تنویر احمد خان، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصراللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی، محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر محمد اشفاق انجم گرافکس عبدالسلام
خطاطی محمد اکرم قادری عکاسی قاضی محمود الاسلام

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبر شپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

جو جلوتوں میں ملیں خلوتیں اسی کی ہیں
ورائے ارض و سما وسعتیں اسی کی ہیں

بپا ہے خلق کی پہنائیوں میں ذکر اس کا
محیطِ کون و مکاں محفلیں اسی کی ہیں

وہی تو ہے جو رگِ گل میں نوکِ خار میں ہے
بہار ہو یا خزاں سب رُتیں اسی کی ہیں

خیالِ نحل میں گفتارِ نمل میں بھی وہی
صفا ہو یا کہ طویٰ آیتیں اسی کی ہیں

مجھے وہ ورطۂ شرمندگی میں ملتا ہے
یہ چشمِ نم، یہ لقاء، نعمتیں اسی کی ہیں

میں غرقِ حبِ نبیؐ رہ کے جاؤں دنیا سے
سرورِ حرفِ دعا بخششیں اسی کی ہیں

(شیخ عبدالعزیز دباغ)

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

اے خاورِ حجاز کے رخشندہ آفتاب
صبحِ ازل ہے تیری تجلّی سے فیض یاب

زینت ازل کی ہے، تو ہے رونق ابد کی تُو
دونوں میں جلوہ ریز ہے تیرا ہی رنگ و آب

چوما ہے قدسیوں نے ترے آستانے کو
تھامی ہے آسمان نے جھک کر تری رکاب

شایاں ہے تجھ کو سرورِ کونینؐ کا لقب
نازاں ہے تجھ پہ رحمتِ دارین کا خطاب

برسا ہے شرق و غرب پہ ابرِ کرم ترا
آدم کی نسل پر ترے احساں ہیں بے حساب

پیدا ہوئی نہ تیری مواخات کی نظیر
لایا نہ کوئی تیری مساوات کا جواب

خیرالبشرؐ ہے تُو تو ہے خیرالامم وہ قوم
جس کو ہے تیری ذاتِ گرامی سے انتساب

(ظفر علی خان)

اداریہ

سانحہ ماڈل ٹاؤن: ''اشرافیہ'' اقتدار میں خود کو قانون سے بالاتر سمجھتی تھی

14 مارچ 2019ء کو سانحہ ماڈل ٹاؤن کے حوالے سے تحقیقات کرنے والی نئی جے آئی ٹی کے نمائندے نے احتساب عدالت راولپنڈی سے سابق نااہل وزیراعظم میاں نواز شریف کا بیان قلمبند کرنے کی تحریری اجازت مانگی جو جے آئی ٹی کو دے دی گئی۔ جے آئی ٹی نے درخواست دی تھی کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے تناظر میں جے آئی ٹی تحقیقات کررہی ہے اور اس ضمن میں سابق وزیراعظم کا موقف درکار ہے۔

پاکستان عوامی تحریک اور تحریک منہاج القرآن کی مرکزی قیادت کا اول روز سے یہ موقف رہا ہے کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن محض تجاوزات ہٹانے کا آپریشن نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد عوامی تحریک کی سیاسی جدوجہد کو بلڈوز کرنا تھا جس کا اعلان عوامی تحریک کے سربراہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے کیا تھا۔ جے آئی ٹی کو نواز شریف کا بیان قلمبند کرنے کی اجازت ملنے کے بعد ن لیگ کے رہنماؤں نے روایتی الزام تراشی اور بیان بازی کا سہارا لیتے ہوئے اسے عوامی تحریک اور تحریک انصاف کی مرکزی قیادت کا گٹھ جوڑ قرار دیا اور کہا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن ن لیگ کی حکومت کے خلاف ایک سازش تھا۔ جھوٹ گھڑنا اور ڈھٹائی کے ساتھ بولنا ن لیگ کے رہنماؤں کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے اور جھوٹ بولتے بولتے اس کی مرکزی قیادت جیلوں کے پیچھے پہنچ گئی مگر وہ آج بھی سچائی کا سامنا کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن اگر ن لیگ کی حکومت کے خلاف کوئی سازش تھا تو سانحہ کے بعد چار سال سے زائد عرصہ تک پنجاب اور مرکز میں ن لیگ کی حکومت برسراقتدار تھی، تمام تفتیشی ادارے اور اہم ایجنسیز ان کے ماتحت تھیں، ساڑھے چار سال میں لیگی حکمران اس سازش کو بے نقاب کیوں نہیں کر سکے؟

شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کی غیر جانبدار تفتیش کروائی جائے اور پھر جو بھی فیصلہ ہوگا اسے قبول کیا جائے گا۔ یہی مطالبہ 17 جون 2014ء کی شام کو بھی تھا، یہی مطالبہ دھرنے کے دوران بھی تھا اور شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء یہی موقف اور مطالبہ لے کر سپریم کورٹ آف پاکستان میں گئے اور ان کی بات سنی گئی۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ماسٹر مائنڈ شریف برادران ہیں، سانحہ ماڈل ٹاؤن کی پلاننگ وزیراعظم ہاؤس اور ایوان وزیراعلیٰ پنجاب میں ہوئی، اس منصوبہ بندی میں نواز شریف بھی شامل تھے، ہمارا یہ موقف نیا نہیں ہے، اب اہم سوال یہ ہے کہ نواز شریف سانحہ ماڈل ٹاؤن میں کس طرح ملوث ہیں؟

(1) 15 جون 2014ء کے دن مرکزی رہنماؤں خرم نواز گنڈاپور، چودھری فیاض احمد وڑائچ اور سید الطاف حسین شاہ کو ماڈل ٹاؤن ایچ بلاک بلا کر نواز شریف کی موجودگی میں کہا گیا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کی وطن واپسی رکوائیں، بصورت دیگر سنگین نتائج کیلئے تیار رہیں۔

(2) سانحہ ماڈل ٹاؤن سے دو روز قبل پنجاب میں اہم افسران کے تقرر و تبادلے شروع ہو گئے تھے، بڑی تبدیلی آئی جی پنجاب کی تھی، مشتاق سکھیرا کو راتوں رات بلوچستان سے پنجاب لایا گیا اور 17 جون 2014ء کے دن مشتاق سکھیرا نے بطور آئی جی پنجاب چارج سنبھالا۔ ان کے چارج سنبھالتے ہی ماڈل ٹاؤن میں قائد تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی رہائش گاہ اور منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر ہلہ بول دیا گیا۔ سیدھی فائرنگ اور شیلنگ سے درجنوں کارکنان جن میں خواتین بھی

شامل تھیں کو خون میں نہلا دیا گیا۔ مشتاق سکھیرا کی ٹرانسفر اور پوسٹنگ وفاقی حکومت کی منظوری کے بغیر نہیں ہو سکتی تھی، اس کی منظوری بطور وزیراعظم نواز شریف نے دی تھی۔ جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ میں بھی اس بات کی نشاندہی کی گئی تھی کہ آئی جی پنجاب کی ٹرانسفر کے ضمن میں ٹھوس انتظامی وجوہات بیان نہیں کی جاسکیں۔ یہ سوال نواز شریف سے پوچھا جانا ضروری تھا کہ وفاقی حکومت نے آئی جی پنجاب مشتاق سکھیرا کا ہنگامی بنیاد پر تبادلہ کیوں کیا؟ چونکہ نواز شریف جب تک اقتدار میں تھے وہ ''ان ٹچ ایبل'' تھے اور خود کو قانون سے بالاتر سمجھتے تھے۔ کوئی غیر جانبدار تفتیشی ٹیم تو درکنار ان کی اپنی بنائی ہوئی جعلی جے آئی ٹیز بھی ان سے سوال و جواب کی جرأت نہ کرسکیں۔ جب تک اس سوال کا جواب نہ آ جائے غیر جانبدار تفتیش کی تکمیل کے قانونی تقاضے پورے نہیں ہو سکتے۔

(3) سانحہ ماڈل ٹاؤن کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے سانحہ کے روز اور سانحہ کے بعد کے واقعات نواز شریف کے سانحہ میں ملوث ہونے کے ناقابل تردید شواہد فراہم کرتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک ثبوت سانحہ کے بعد قائد تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی وطن واپسی پر ان کے طیارے کا رخ تبدیل کرنا اور انہیں اسلام آباد ایئرپورٹ اترنے کی اجازت نہ دینا نواز شریف کے ملوث ہونے کا ایک اور بڑا ثبوت ہے کیونکہ سول ایوی ایشن کا محکمہ وفاق کے ماتحت ہے اور اس وقت وفاق میں چیف ایگزیکٹو (وزیراعظم) نواز شریف تھے، انہی کے حکم پر طیارے کا رخ بدلا گیا۔ نواز شریف سے یہ پوچھا جانا ضروری ہے کہ ڈاکٹر طاہرالقادری کے طیارے کا رخ کس کے حکم پر اور کیوں بدلا گیا؟

اسی طرح سانحہ ماڈل ٹاؤن کے بعد نواز شریف کی خاموشی، سانحہ کی مذمت نہ کرنا، صوبائی حکومت سے رپورٹ طلب نہ کرنا اور سانحہ کی غیر جانبدار انکوائری میں دلچسپی نہ لینا اس بات کے شواہد ہیں کہ نواز شریف اس میں ملوث ہیں اور وہ غیر جانبدار تفتیش سے خوفزدہ ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارے شواہد ہیں جو جے آئی ٹی میں پیش کیے گئے ہیں، جو نواز شریف کو سانحہ کا ماسٹر مائنڈ ثابت کرنے کیلئے کافی ہیں۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ پونے پانچ سال کے بعد پہلی بار سانحہ کے ماسٹر مائنڈز سے سوال و جواب ہونے جا رہے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ غیر جانبدار تفتیش ہی انصاف کی پہلی سیڑھی ہوتی ہے۔ عدالتیں شواہد کی بنیاد پر فیصلے سناتی ہیں۔ ماضی میں شہباز حکومت نے سانحہ کے شواہد کو ختم کرنے میں ریاستی طاقت استعمال کی، سانحہ کی جھوٹی ایف آئی آر کے اندراج سے لے کر گمراہ کن تفتیش تک ہر مرحلہ پر انصاف کا خون کیا گیا کیونکہ شہباز حکومت کا مقصد انصاف کرنا نہیں تھا بلکہ انصاف کا گلا گھونٹنا تھا کیونکہ وہ اس سانحہ کے براہ راست ذمہ دار اور ماسٹر مائنڈ تھے۔

یہاں پر ہم قائد تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو بطور خاص خراج تحسین پیش کریں گے کہ جنہوں نے مسلسل حصول انصاف کی جنگ لڑی، کیس کو داخل دفتر نہ ہونے دیا اور جب غیر جانبدار جے آئی ٹی کی تشکیل کا فیصلہ کن مرحلہ آیا تو وہ خود سپریم کورٹ میں پیش ہوئے اور انہوں نے نئی جے آئی ٹی کی تشکیل کے حوالے سے دلائل دیئے، سپریم کورٹ لاہور رجسٹری میں بھی دلائل دیئے اور دسمبر 2018ء میں لارجر بنچ کے روبرو اسلام آباد میں بھی سپریم کورٹ کے لارجر بنچ کے سامنے دلائل کے ڈھیر لگائے اور لارجر بنچ کو نئی جے آئی ٹی کی تشکیل کی ناگزیریت کے حوالے سے مطمئن کیا۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن میں پاکستان کے شہریوں کا بے دردی سے خون بہایا گیا، ان سے انصاف کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے، پہلے ہی بہت زیادہ تاخیر ہو چکی ہے۔ شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء امید رکھتے ہیں کہ تفتیش اور ٹرائل کے مراحل بلا تاخیر مکمل ہوں گے اور سانحہ کے ذمہ دار نشان عبرت بنیں گے۔ (چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی)

حصولِ ہدایت کی اوّلین شرط: تقویٰ

ہدایت کا معنی رشد و رہنمائی کے ساتھ ساتھ ''وضاحت کے ساتھ بیان کرنا'' بھی ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا علمی و فکری خصوصی خطاب

ترتیب و تدوین: محمد یوسف منہاجین

حصہ اوّل

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَo

''(یہ) وہ عظیم کتاب ہے جس میں کسی شک کی گنجائش نہیں، (یہ) پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے''۔ (البقرۃ، ۲:۲)

تقویٰ ایک ایسا موضوع ہے جس کی بہت سی جہات ہیں اور اس کی ہر ہر جہت دوسری سے بڑھ کر اپنے اندر ایک اہمیت، فضیلت اور قدر و منزلت رکھتی ہے۔

مذکورہ آیت مبارکہ قرآن مجید کا وہ مقام ہے جہاں پہلی مرتبہ تقویٰ کا ذکر آیا ہے۔ قرآن مجید جب پہلی مرتبہ تقویٰ کا ذکر کرتا ہے تو اُس کی کچھ شرائط، تقاضے، اثرات اور نتائج بیان کرتا ہے، جنہیں سمجھنے کی ضرورت ہے تاکہ قرآن مجید کے اس پہلے بیانِ تقویٰ سے ہم کچھ چیزیں اپنی نصیحت اور اپنی تربیت کے لیے اخذ کرسکیں۔

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے تقویٰ کا بیان کرتے ہوئے کچھ چیزوں کو باہم مربوط اور لازم و ملزوم کر دیا ہے یعنی ان کو آپس میں اس طرح جوڑ دیا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتیں۔ اگر اُس کا کوئی ایک جزو یا شرط بھی جدا ہو جائے تو کُلیّت (totality) نہیں رہے گی۔ اس صورت میں تقویٰ یا تو بالکل ہی نہیں رہے گا یا کامل تقویٰ نہیں رہے گا اور جب تقویٰ ہی نہیں رہے گا، تو نتیجتاً اُس پر اللہ رب العزت کے وعدے اور جو اجر بیان کیے گئے ہیں اُن کے پورا ہونے کی صورت نہیں رہے گی، کیونکہ جب شرط ہی پوری نہیں ہوگی تو صلہ کیا ملے گا۔ لہٰذا تقویٰ کو سمجھنا ضروری ہے۔

ترجیحات میں اختلاط اور اس کے نتائج

ہم نے اپنی زندگیوں میں تقویٰ اور اس جیسے بہت سارے دیگر ایمانی حقائق، ضروریات اور ایمانی واجبات کو عملاً نظرانداز کر رکھا ہے۔ ہم نے اور طرح کی ترجیحات بنا لی ہیں جن میں کچھ اچھی اور ضروری بھی ہیں، کچھ غیر ضروری، ناروا، ناپسندیدہ اور ناجائز بھی ہیں۔ ہم نے اپنی پوری زندگی میں ترجیحات کے اندر ایک ایسا اختلاط (mixture) کر دیا ہے کہ کسی چیز کی بھی خالصیت ہماری زندگی میں نہیں رہی۔ ہم نے اپنے اپنے خیالات (thoughts) اور اعتقادی و ترجیحات کو خلط ملط کررکھا ہے۔ لامحالہ اس کے اثرات ہماری شخصیت اور زندگی پر پڑتے ہیں اور تربیت و اصلاح مفقود ہو جاتی ہے۔

ہم عمر بھر جدوجہد (struggle) کرتے رہتے ہیں، سفر میں رہتے ہیں، نیکی کے کام کرتے رہتے ہیں مگر بعض ضروری امور اور شرائط کو پورا نہ کرنے کی وجہ سے بہت سارے نیک کام سراب کی طرح دھوکہ بن جاتے ہیں۔ جس طرح سخت گرمیوں کے موسم میں ہمیں دور میدان پر پانی نظر آتا ہے مگر پانی ہوتا نہیں بلکہ وہ ایک سراب و دکھلاوا ہوتا ہے۔ زندگی کے اس سفر میں اہلِ علم بھی (الا ما شاء اللہ) اس سراب میں

☆ (خطاب نمبر:) (تاریخ: 4 فروری 2017ء)

مبتلا ہیں اور علم نہ رکھنے والے بھی مبتلا ہیں۔ علماء، مشائخ، اساتذہ، والدین، بزرگ، بڑے، مقتدی یعنی وہ لوگ جن کی پیروی کی جاتی ہے، جنہیں دیکھ کر ہم اپنا عمل درست کرتے اور انہیں follow کرتے ہیں، وہ بھی ان چیزوں میں مبتلا ہیں اور مقتدی (followers)، متبعین اور علم نہ رکھنے والے بھی مبتلا ہیں۔ لہٰذا اس تصور کو بخوبی سمجھیں اور اس سے سبق حاصل کریں تاکہ ہماری زندگیوں میں جہاں جہاں خرابیاں، کمزوریاں اور بیماریاں ہیں، ختم ہوسکیں۔

تقویٰ اور دین کے دیگر ایمانی تقاضوں کے متعلق ہمارا اجتماعی رویہ اور مزاج یہ ہے کہ ہم اپنی مرضی سے انتخاب (pick and choose) کرتے ہیں حالانکہ ہر ایک تصورِ دین اور ہر ایک عبادت ایک پورا کُل ہے، جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ اُس کُل کے تمام اجزا ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم (reciprocal) ہیں، interdependent ہیں، indispensable ہیں اور باہم جڑے ہوئے (insepartable) ہیں۔ اگر اُس میں سے کوئی ایک چیز نکال دی جائے تو وہ ایمانی حقیقت کمزوری کا شکار ہوجاتی ہے یا بالکل ختم ہوجاتی ہے۔

اس کی ایک مثال کسی چھوٹی بڑی مشین یا گاڑی اور ہوائی جہاز کے انجن کی سی ہے کہ اس مشین اور انجن کا ہر پرزہ آپس میں جڑا ہوتا ہے اور سارے پرزے مل کر ایک انجن بنتا ہے، جس سے گاڑی چلتی ہے۔ ان پرزوں میں سے اگر ایک یا دو پرزے بھی نکال لیں تو وہ گاڑی نہیں چلے گی۔ اس گاڑی کا نظام تب ہی چلے گا، اگر وہ پورا کا پورا 'کُل' working position میں ہو اور اُس کا function totality میں ہو۔ کسی مشین میں سے صرف دو، تین پرزے نکال لیں اور توقع کریں کہ نتائج وہ آ جائیں جن کا وعدہ کیا گیا ہے تو یہ خام خیالی ہے۔ اس لیے کہ اس انجن کے انجینئر نے اس کو استعمال کرنے کے کچھ لازمی تقاضے اور شرائط بنائی ہیں جن کی عدم موجودگی میں اس مشین سے فوائد حاصل نہیں کیے جاسکتے۔

اسی طرح اللہ رب العزت ہمارے بھی نظامِ زندگی کا خالق و صانع (manufacturer) ہے۔ اس نے بھی ایک مکمل روحانی نظام دیا ہے جس کے بہت سارے اجزاء ہیں۔ یہ سارا کُل (totality) پورا ہوگا تو نتائج آئیں گے۔ اس لیے کہ یہ کئی اجزا اور شرائط مل کر ایک پورا concept بنتا ہے۔ بے شک اُن میں سے ہر ایک جزو کا ایک الگ عنوان (title) ہے، ہر ایک کے لیے الگ اصطلاحات اور ہر ایک کے اپنے معانی ہیں مگر وہ سارے الفاظ، اُن کے معانی، شرائط اور تقاضے جڑیں گے تو وہ concept پورا ہوگا جس کے اجر کا وعدہ کیا گیا ہے۔

ہم اپنی مرضی یا اپنی غفلت کی وجہ سے یا اپنے حالات، ترجیحات اور اپنی نفسانی شہوات کے باعث اس پورے تصور میں سے کچھ جزو نکال دیتے ہیں اور اُن پر عمل نہیں کرتے یا انہیں نظرانداز کر دیتے ہیں اور بہت کم اہمیت دیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اُنہیں کم اہم سمجھ کر ان پر عمل نہ کرنے کا فیصلہ کون کر رہا ہے؟ ہمارے خالق نے تو یہ فیصلہ نہیں کیا۔ ہمارا مالک و صانع جس نے ہمیں تخلیق کیا ہے اور رزلٹ کی گارنٹی دی ہے، اُس نے تو ہمیں یہ نہیں کہا کہ فلاں ضروری ہے اور فلاں غیر ضروری ہے، یہ نکال دو تو حرج نہیں ہوگا اور یہ برقرار رہنے دو، کام چل جائے گا۔ اُس نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ یہ تو ہماری اپنی غفلت، شہوت، کمزوریاں، ضروریات، خودساختہ ترجیحات، جہالت اور نفسانی خواہشات ہیں، جن کی وجہ سے ہم نے رد و بدل کر دیا ہے۔

ہم نے اللہ رب العزت کے بنائے ہوئے نسخے، اُس طبیب کی دی ہوئی prescription (نسخہ) میں رد و بدل کر دیا ہے، اس کے باوجود رزلٹ بھی دیکھنا چاہ رہے ہیں کہ بالکل صحت یابی اور شفا بھی ہوجائے۔ اُس نے تو ساری چیزوں کا combination دیا تھا۔ وہ جانتا ہے کہ اس دوائی (عمل/ عبادات) کا دوسری دوائی (عمل/ عبادات) کے ساتھ کیا ملاپ ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ دو دوائیاں (عمل/ عبادات) مل کر ہی نتائج دیں گی۔ اگر ایک لے لیں اور ایک کو چھوڑ دیں تو نتائج پیدا نہیں ہوں گے۔ لہٰذا وہ نسخہ ہمیں مکمل (as a whole) لینا ہوگا، اس لیے کہ ایک دوائی (عمل/ عبادات) کا

اثر دوسری پر منحصر ہے اور دوسری دوائی پہلی دوائی کے اثر کو بڑھاتی ہے۔ ایک دوائی (عمل/ عبادات) سے غلط چیز کا ازالہ ہوتا ہے اور دوسری دوائی کوئی فائدہ (benefit) دیتی ہے۔ کسی کا اثر فعلی ہے اور کسی کا اثر سلبی ہے، کسی کا کام اضافہ کرنا اور کسی کا کام کسی خرابی کو دور کرنا ہے۔ یہ Combination کیسے کام کرتا ہے، یہ سب خالق و مالک جانتا ہے۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم اپنی مرضی سے نسخے کو تبدیل کر دیتے ہیں، کچھ دوائیاں (اعمال) لیتے ہیں اور کچھ نہیں لیتے، کمی بیشی کر دیتے ہیں اور بعد میں بیٹھے سوچتے ہیں کہ نتائج پیدا نہیں ہوئے۔ نتائج تب پیدا ہوں گے جب ہم دوائی دینے والی کی نصیحت پر پورا پورا عمل کریں گے۔

قرآنی ہدایت کے حقدار متقین ہیں

اس تصور کو سمجھ لینے کے بعد اب ایک چیز ذہن نشین کر لیں کہ ہم میں سے ہر کوئی سمجھتا ہے کہ قرآن ہدایت ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن ہدایت ہے، ہدایت ہی کے لیے آیا ہے لیکن اس پہلے مقام پر قرآن نے خود اپنی بابت جو اعلان کیا ہے کہ میں کیا ہوں؟ کس کے لیے ہوں؟ اُس پر اعتماد کرنا چاہیے۔ قرآن مجید نے اعلان یہ کیا ہے:

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَo

(یہ) پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہےo

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ یہ متقین یعنی تقویٰ والوں کے لیے ہدایت ہے۔ گویا بات واضح ہوگئی اور اس میں کوئی شبہ نہ رہا کہ ہدایت کی توقع صرف وہ رکھیں جو متقین ہیں اور جنہوں نے اپنی زندگی سے تقویٰ خارج کر دیا ہے اور اصحابِ تقویٰ نہیں رہے وہ اس قرآن مجید سے ہدایت کی توقع نہ رکھیں۔

هُدًى لِّلنَّاسِ اور هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ میں فرق

بعض ذہنوں میں یہ خیال آئے گا کہ قرآن مجید میں ایک اور مقام پر یہ بھی آیا ہے کہ

هُدًى لِّلنَّاسِ. (البقره، ٢: ١٨٥)

’’یہ لوگوں کے لیے ہدایت ہے‘‘۔

یعنی تقویٰ اور متقین کی شرط کے بغیر یہ سب لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔ ان دو میں کیا فرق ہے؟

یاد رہے کہ اوّل الذکر آیت میں ہدایت کا معنیٰ اور ہے اور یہاں ہدایت کا معنیٰ اور ہے۔ ذیل میں اس کی وضاحت درج کی جارہی ہے:

ا۔ هُدًى لِّلنَّاسِ کا معنیٰ: وضاحت کے ساتھ بیان کرنا

جب قرآن مجید عامۃ الناس اور پوری عالم انسانیت کے لیے ہدایت ہوتا ہے تو وہاں ہدایت کا معنیٰ ’’وضاحت اور بیان‘‘ ہے۔ یعنی عالم انسانیت، ہر متقی اور غیر متقی، ہر پرہیزگار اور غیر پرہیزگار، ہر نیک اور بد کے لیے حتیٰ کہ ہر مومن اور کافر کے لیے قرآن مجید ہر ضروری چیز کھول کھول کر بیان کر دیتا ہے۔ امورِ محکمات، شرعیات، ضروریات، اللہ رب العزت کے وجود پر دلائل، آخرت کے دلائل اور نیکی و بدی کے فرق پر دلالت کرنے والے جملہ ضروری امور کو قرآن کھول کھول کر بیان کر دیتا ہے۔ اس کو ’’وضوح، وضاحت اور بیان‘‘ کہتے ہیں۔

یہ امر بھی واضح رہے کہ هُدًى لِّلنَّاسِ کے بیان میں گارنٹی مذکور نہیں ہے، بس وضاحت اور بیان کے ساتھ ہر بات کہہ دی، اب جو اُس سے سمجھنا اور اخذ کرنا چاہے وہ کر سکتا ہے اور جو نہ کرنا چاہے، اس کی مرضی۔ اس کے مضامین بذاتِ خود (itself) تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ کے مصداق ہر چیز کا بڑا واضح بیان لیے ہوئے ہیں یعنی قرآن مجید جو بات کرتا ہے اس کو واضح کر کے بیان کر دیتا ہے، یہاں تک کہ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں رہنے دیتا۔ لَا رَيْبَ فِيهِ کے معنیٰ کا اس طرز پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ اسی لیے تو فرمایا:

يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَّيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا. (البقرة، ٢: ٢٦)

’’(اس طرح) اللہ ایک ہی بات کے ذریعے بہت سے لوگوں کو گمراہ ٹھہراتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے‘‘۔

یعنی اسی قرآن کی مثالوں کو پڑھ اور سن کر کئی لوگ گمراہ ہو رہے ہیں اور اسی سے کئی لوگ ہدایت پا رہے ہیں۔ اس لیے کہ قرآن مجید پڑھنے اور سننے والوں کی طبیعت، صلاحیت، استعداد، اُن کے اندر موجود جذبۂ قبولیت، درستگی یا ٹیڑھا پن،

ظلمت و روشنی، مزاج اور ان کی صلاحیت پر منحصر ہے کہ وہ اس کی باتوں سے غلط application اور غلط مفہوم اخذ کر کے اپنے من کی کجی اور ٹیڑھے پن کی وجہ سے گمراہ ہوتے ہیں، یا اپنے من کے اندر اصلاح، نیکی، نور، بھلائی اور اچھائی کی خوبیوں کی وجہ سے اس سے ہدایت پاتے ہیں۔ گویا قرآن مجید، نتیجہ اخذ کرنا سامع، قاری اور سمجھنے والے پر چھوڑ دیتا ہے کہ اب وہ جو چاہے اس کو معانی دے، ہم نے تو اسے واضح کر دیا ہے۔

قرآن مجید کی مثال بارش کی مانند ہے۔ جیسے بارش زمین پر گرتی ہے تو اس کے اچھے یا برے اثرات کا انحصار اس زمین پر ہے کہ وہ زمین کیسی ہے جس پر بارش برس رہی ہے؟ اچھی زمین ہے تو اُس سے پھل، پھول، سبزہ اُگے گا اور اگر گندی زمین ہے تو بارش کے سبب اُس سے تعفن اور بدبو نکل آئے گی۔ چٹیل زمین ہے تو بارش سے کچھ بھی نہیں ہوگا۔

اسی طرح قرآن مجید کے احکامات و بیان کا انحصار اس بات پر ہے کہ دل و دماغ، نفس اور طبیعت کی زمین کیسی ہے؟ هُدًى لِّلنَّاسِ کے مصداق لوگوں پر منحصر ہے کہ وہ قرآن سے کیا لے سکتے ہیں اور کیا نہیں لے سکتے؟ قرآن مجید یہ سب اُن کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ اُس میں قرآن مجید کا صرف یہی کردار ہے کہ وہ اپنی ایک خوبی بیان کرتا ہے کہ میرا مرتبہ اور شان یہ ہے کہ میں ایسا بیان ہوں کہ میرے بیان میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ اگر کوئی شک و شبہ پیدا کرتا ہے تو یہ اُس کی اپنی کجی اور فہم کا ٹیڑھا پن ہے۔

۲۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کا معنی

دوسری طرف جب قرآن یہ فرماتا ہے:

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ (البقرہ: ۲)

”یہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے“۔

اب قرآن نے ہدایت کو خاص کر دیا اور ہدایت کی گارنٹی بھی عطا فرمادی۔ اب ہدایت کا معنیٰ رشد و رہنمائی (guidance) ہے۔ اب ہدایت کا معنی اعلیٰ درجے کی دلیل، برہان اور حجتِ قاطعہ ہے یعنی ایسی دلیل جو راہ دکھاتی اور رہنمائی کرتی ہے۔ اب قرآن مجید، متقین کے لیے رہنمائی کرنے کی ضمانت دینے والا قرار پاتا ہے۔

receive کرنے والے (recipients) اگر متقی ہو جائیں تو قرآن ان کے لیے ہدایت کے معنی میں ڈھل جاتا ہے۔ اب اس کا معنی صرف وضاحت اور بیان نہیں ہے۔ وضاحت اور بیان تو وہ ہر ایک کے لیے تھا مگر متقین کے لیے ہدایت کا اعلیٰ درجہ بن جاتا ہے۔ قرآن مجید ان کے لیے حجت بن جاتا ہے اور اُن کو قوی براہین اور دلائل کی روشنی میں رشد و رہنمائی عطا کرتا ہے، انہیں صحیح راستے پر چلاتا اور منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ اب قرآن مجید نہ صرف اراۃ الطریق (راستہ دکھانا) کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے بلکہ ایصال الی المطلوب (منزل مقصود تک پہنچانا) بھی ہے۔

قرآن مجید کی ترجیح هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے

لامحالہ ہم نہیں چاہیں گے کہ ہم صرف هُدًى لِّلنَّاسِ کے معنیٰ تک رک جائیں یا ہمیں روک دیا جائے یعنی ہمارے لیے قرآن مجید صرف وضاحت اور بیان رہ جائے اور ہمیں ہمارے حال پہ چھوڑ دیا جائے۔ ہم نہیں چاہیں گے کہ ہم اُس درجے کی ہدایت تک محدود رکھ دیے جائیں جو تمام عالمِ انسانیت کے لیے ہے بلکہ ہم چاہیں گے ہم هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ میں جس مرتبۂ ہدایت کا ذکر ہے، اُس کے حقدار بنیں۔

اس مرتبہ ہدایت کا حقدار بننے کے لیے ہم یہ چاہیں گے کہ قرآن مجید ہمیں ہدایت کا راستہ بھی دکھائے، اس راستے پر چلائے بھی اور ہمیں منزل پر بھی پہنچائے۔ ہمارے لیے رُشد کا سامان بنے اور ہمیں نور و رہنمائی بھی دے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ قرآن سے ہمیں یہ ہدایت ملے تو قرآن نے هُدًى کے فوری بعد لِّلْمُتَّقِيْنَ کی شرط لگا دی ہے کہ پھر ہمیں متقین بننا ہوگا۔

اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ ہم صرف ”الناس“ میں رہتے ہیں یا ”متقین“ میں داخل ہوتے ہیں۔ اگر ہم چاہیں کہ جو کچھ الناس (عام لوگوں) کے لیے ہے اُس سے زائد وہ کچھ بھی ملے جو المتقین کے لیے ہے تو قرآن مجید اُس کے لیے گارنٹی دیتا ہے کہ ہاں اگر تم متقین بن جاؤ تو پھر میری ہدایت تمہیں رشد و رہنمائی اور

منزل کی طرف لے جانے اور پہنچانے کی ضمانت دیتی ہے۔

لامحالہ ہم اسی مرتبۂ ہدایت کے طلبگار ہیں اور یقیناً ہونا بھی چاہیے کیونکہ قرآن مجید کی اپنی ترجیح (preference) بھی یہی ہے، اس لیے تو سب سے پہلے قرآن مجید نے اپنے تعارف میں اپنے آپ کو جب ہدایت کہا ہے تو هُدًى لِّلنَّاسِ نہیں کہا بلکہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ کہا ہے۔ حالانکہ عام طریقہ یہ ہے کہ پہلے ''عام'' حکم آتا ہے اور بعد میں ''خاص'' حکم آتا ہے، پہلے ''مطلق'' آتا ہے اور بعد میں ''مقید'' آتا ہے مگر یہاں ''خاص'' پہلے آ گیا اور ''عام'' بعد میں آیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید نے اپنی ترجیح بھی دے دی ہے کہ میری preference یہ ہے کہ میں وہ ہدایت دوں جس سے لوگ رہنمائی پائیں، صحیح راستے پر چلیں، منزل پر پہنچیں اور وہ ہدایت هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہے۔

بعد میں دوسرے مقام پر هُدًى لِّلنَّاسِ فرمایا تو گویا واضح کردیا کہ متقین تو اس ہدایت کو لے لیں گے جو میں دینا چاہتا ہوں لیکن باقی لوگ محروم نہ رہ جائیں، لہذا اُن کے لیے بھی میرا ایک بڑا واضح بیان (clear statement) ہے اور وہ هُدًى لِّلنَّاسِ ہے یعنی ہر چیز کا واضح بیان قرآن میں ہے، اب لوگوں پر منحصر ہے کہ وہ اس سے کس طرح اخذ کرتے ہیں۔

یقین: مرتبۂ ہدایت کیلئے اولین شرط

ہدایت، صحیح راہ پر چلانے اور منزل تک پہنچانے کے لیے قرآن مجید نے جو اوّلین شرط بیان کی ہے، وہ ''لَا رَيْبَ فِيْهِ'' ہے۔ یہ prerequisite ہے۔ آج سوسائٹی میں کفریات، مادیات، لا مذہبیت، نفسانیات، شہوات، دنیویات کا غلبہ ہے۔ بچوں اور جوانوں سے لے کر سوسائٹی کی خواتین و حضرات کی اکثریت پر ان چیزوں کا سب سے پہلا برا اثر ''تشکیک'' کی صورت میں پڑتا ہے، یعنی بندہ شک کا شکار ہوکر ڈگمگا جاتا ہے اور اُس کا عقیدہ (faith) متزلزل ہو جاتا ہے۔

ہماری سوسائٹی، گرد و پیش کے ماحول، ہماری صحبتیں، ہماری مجلسیں، ہماری دوستیاں، سکول کالج کی friendships، ہمارا کلچر، ہمارے گھروں کے اندر و باہر کے ماحول اور گلی، کوچے و بازار کے جو ماحول ہم پر اثرانداز ہوتے ہیں، اُن میں کفریات بھی ہیں، فسقیات اور مادیات بھی ہیں۔ اِن میں ہر اُس خرابی کی جڑ ہے جو ایمان کی جڑ کو کاٹتی ہے۔ اس پورے ماحول میں جب انسان کا ایمان کمزور ہوتا ہے تو سب سے پہلے اُس کا یقین کمزور ہوتا ہے۔ ایمان نام ہی یقین کا ہے۔ اگر ہم یقین سے کم درجے کے فہم میں ہیں یا کم درجے کے اقرار میں ہیں تو ایمان نہیں ہے۔ جب ایمان کمزور ہوتا ہے تو آدمی کا عقیدہ متزلزل و متذبذب ہوتا ہے اور امور میں شک و شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً وہ کہتا ہے کہ میں clear نہیں ہوں، میں بڑا confused ہوں، مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ یہ جملے ہم روزمرہ سنتے ہیں۔ یہ سارے جملے اس وقت جنم لیتے ہیں جب یقین زائل ہوتا ہے اور شک و شبہ داخل ہوتا ہے۔ جب ایمان پر حملہ ہوتا ہے تو اُس وقت یہ کیفیت شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ہم اس کیفیت میں ہوں تو تقویٰ تو بعد کی بات ہے، ایمان اور یقین بھی برقرار نہیں رہتا۔ یقین نہ ہو اور انسان تذبذب و تشکیک میں مبتلا ہو تو درخت کے خشک پتوں کی طرح آندھیوں کے ساتھ بلکہ ہلکی پھلکی ہوا کے ساتھ بھی اڑتا پھرتا ہے اور اُس کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا۔ اسی لیے سب سے پہلے قرآن مجید نے اپنی ہدایت سے فیض یاب ہونے کے لیے یقین کی شرط لگا دی ہے کہ تشکیک اور تذبذب کی کیفیت سے نکلیں۔

تشکیک و تذبذب کا علاج: صحبتِ صالحہ

کامل اولیاء و عرفاء سے پوچھا گیا کہ ہم گناہوں میں لت پت ہیں یا شکوک وشبہات میں ہیں یا ایمان اور یقین کی کمزوری ہے تو اس کیفیت و حال سے کیسے نکلیں اور کیا کریں؟ وہ ہمیشہ یہ جواب دیتے کہ بری صحبت اور سنگت کو ختم کر دو۔ جہاں سے گناہ کی سوچ جنم لیتی ہے اُس کو بند کر دو۔

اس بری صحبت کو بند کرنا کیوں ضروری ہے؟ اس کو ایک مثال سے سمجھیں کہ اگر کسی گھر کا سیوریج سسٹم خراب ہوجائے تو گھر میں ہر طرف بدبو پھیل جاتی ہے حالانکہ سیوریج سسٹم Under Ground ہونے کی وجہ سے نظر بھی نہیں آ رہا مگر اس کا گندا پانی یا بدبو پورے گھر کے ماحول کو خراب کر رہا ہے۔

اب گھر والے اُس سیوریج سسٹم کو صحیح کرنے یا اس اُبلتے گندے پانی کے گٹر کو بند کرنے کے بجائے بدبو ختم کرنے کے لیے بھاگ دوڑ کررہے ہیں اور مختلف قسم کے ایئر فریشنر اور پرفیوم استعمال کررہے ہیں لیکن گٹر کا منہ بند نہیں کیا جارہا۔ اس طریقہ سے وہ بدبو کبھی ختم نہ ہوگی۔ بدبو ختم کرنے کے لیے سب سے پہلے اس گٹر کا منہ بند یا اس سیوریج سسٹم کو صحیح کروانا ہوگا۔

ہماری اخلاقی و روحانی حالت یہ ہے کہ غلط صحبت کی صورت میں موجود وہ گٹر تو بند نہیں کررہے جو برائی کا منبع ہے اور بھاگتے پھرتے ہیں کہ برے اثرات ختم ہوجائیں۔ کوئی مشورہ دیتا ہے کہ کسی پیر کے پاس جائیں، تعویذ لیں تو بدبو اور بداثرات ختم ہوجائیں گے، کوئی کہتا ہے دَم کر دیں ہمارے گھر سے بدبو ختم ہوجائے، کوئی کہتا ہے دعا فرما دیں، بدبو ختم ہوجائے، جبکہ المیہ یہ ہے کہ گٹر تو ہم بند نہیں کررہے تو بدبو کیسے ختم ہو۔

گھر میں محفل میلاد کرلیں، گیارہویں شریف کروالیں، قرآن مجید کے دس ختم کرلیں، سوا لاکھ آیت کریمہ پڑھ لیں، جو چاہیں کرتے پھریں اور دعا کریں کہ باری تعالیٰ! ان محافل کی برکت سے ہمارے سے بدبو ختم کردے تو بدبو کا ختم ہونا ناممکن ہے۔ اسی لیے کہ جب ہم غیر فطری طریقے پر چل رہے ہیں تو بدبو کیسے ختم ہو؟ بدبو جہاں سے جنم لے رہی ہے، ہم نے اسے تو بند نہیں کیا بس اوپر اوپر سب کچھ کیے جارہے ہیں۔ یہ اللہ کے احکام اور اللہ کے رسول ﷺ کی ہدایات کے خلاف ہے۔ یہ بنیادی شعور ہے جسے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

اولیاء کہتے کہ ان نافرمانوں کی صحبت چھوڑ دو، جہاں سے نافرمانی جنم لے رہی ہے۔۔۔ ان شک رکھنے والوں کی صحبت میں مت بیٹھو اور اُن سے دوستی نہ رکھو، جہاں سے شک کے جراثیم تمہارے ذہنوں میں جارہے ہیں۔۔۔ ان بے دینوں کی صحبت میں نہ بیٹھو جہاں سے لادینیت و لا مذہبیت آپ کے اندر سرایت کررہی ہے۔۔۔ اور ان فاسقوں و فاجروں کی صحبت میں نہ بیٹھو، جہاں سے فسق و فجور کے رجحانات آپ کے اندر آرہے ہیں۔

اولیاء کرام نے بیان کیا کہ مختلف لوگوں کی صحبت کے مختلف اثرات انسان پر مرتب ہوتے ہیں۔ حکمران و سلاطین کی سنگت میں بیٹھیں گے تو اس سے اور طرح کے اثرات آئیں گے۔۔۔ مالداروں کی سنگت میں بیٹھیں گے تو مال و دولت کی محبت اور لالچ و حرص جیسے اثرات آئیں گے۔ پیسہ کمانا، لوٹنا، کوٹھی، مکان، کار، وسائل، آسودگیاں چوبیس گھنٹے یہی بات ہوگی جنہیں سن سن کر ذہن بدلتا چلا جائے گا۔۔۔ اسی طرح راشیوں، کرپٹ لوگوں کی سنگت میں بیٹھیں گے تو چوبیس گھنٹے خیانت اور بددیانتی کا سن اور دیکھ کر شخصیت پر وہی اثرات ہوں گے۔۔۔ بدکاروں، نافرمانوں، غلیظ اور گندے لوگوں کی صحبت میں بیٹھیں گے تو چوبیس گھنٹے اسی کا تذکرہ ہوگا اور غیر محسوس طریقے سے اس کے اثرات پڑتے چلے جائیں گے۔۔۔ صالحین کی صحبت میں بیٹھیں گے تو ان کے اثرات شخصیت پر مرتب ہوتے چلے جائیں گے۔

نیک و بد میں سے کسی ایک صحبت کا انتخاب

یاد رکھیں! دو صحبتیں بیک وقت نہیں چلتیں۔ بری صحبت کو مکمل بند اور ترک کریں گے تو نیک صحبت کے اثرات کارگر ہوں گے۔ اسی لیے سورۃ الفاتحہ میں ہدایت طلب کرنے کی دعا ان الفاظ میں سکھائی گئی۔ ارشاد فرمایا:

اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ○ (الفاتحة، ۱ : ۵)

ہمیں سیدھا راستہ دکھا○

اگلی آیت مبارکہ میں صراطِ مستقیم حاصل کرنے کا طریقہ بھی بتادیا۔ ارشاد فرمایا:

صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ○ (الفاتحة، ۱ : ۶)

اُن لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اِنعام فرمایا○

یعنی سیدھی راہ چلنا ہے تو انعام یافتہ بندوں سے جڑ جاؤ، ان ہی کی راہ سیدھی راہ ہے۔ انعام یافتہ لوگوں کی راہ پر چلنے کے ساتھ ساتھ اگلی آیتِ کریمہ میں بیان فرمادیا کہ

غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ○ (الفاتحة، ۱ : ۷)

’’ان لوگوں کا (راستہ) نہیں جن پر غضب کیا گیا ہے

اور نہ (ہی) گمراہوں کا‘‘۔

اگر صرف انعام یافتہ بندوں اولیاء، انبیاء، شہداء، صالحین، صدیقین کے ساتھ جڑنے سے ہدایت مل جاتی تو یہ آیت کریمہ نازل نہ ہوتی۔اس اسلوب سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ انعام یافتہ، اللہ والوں کی صحبت، سنگت، رفاقت اور اُن کے تعلق کا فائدہ صرف اُس صورت میں ہوگا جب اُن لوگوں کی صحبت اور سنگت کو بھی ختم کر دیں گے جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا اور جو گمراہ ہیں۔ یہ دو چیزیں یعنی بری صحبت کا ترک کرنا اور نیک صحبت کو اختیار کرنا جب اکٹھے ہوں گے، تب جا کر ہدایت کی کُلیّت بنے گی اور اُس کے نتیجے میں ہدایت نصیب ہوگی۔

ہم pick and choose کرتے ہیں۔ ایک کام کرتے اور ایک چھوڑ دیتے ہیں، اس سے مطلوبہ نتائج نہیں آتے۔ قرآن مجید نے رُشد و ہدایت کو تقویٰ والوں کے ساتھ خاص کردیا اور تقویٰ کے حصول کی اوّلین شرط شک و شبہ کو ختم کرنا قرار دیا گیا ہے۔ ایمان کے باب میں، قرآن کے قرآن ہونے میں، اللہ کے پیغام کے حق ہونے میں یا اُس پیغامِ الٰہی کو لانے والے (جبرائیلؑ) کی صداقت میں یا اُسے ہم تک پہنچانے والے (رسول) کی صداقت میں، الغرض کسی بھی مرتبہ میں شک آ گیا تو متقی ہونا تو بڑی دور کی بات ہے، بندہ مومن بھی نہیں بن سکتا۔

اسی طرح تحریک منہاج القرآن کے کارکنان کو statement of the mission میں شک نہ ہو، جس چینل سے آپ تک یہ مشن پہنچا، اُس چینل کی صداقت اور ثقاہت پر شک نہ ہو۔ دونوں میں سے جس جگہ بھی شک آ گیا تو کارکن پرعزم، پریقین اور ثابت قدم کارکن نہیں بن سکتے۔اس لیے کہ کام کے لیے جو یقین مطلوب ہے، جس نے اطمینان، ثابت قدمی، پختگی، عزم اور لگن دینی تھی وہ ساری چیز شک و شبہ کی گرد میں دب کر رہ جائے گی۔ جب شک کی وجہ سے انسان ڈگمگا جائے تو ایمان، یقین، تقویٰ اور ہدایت الغرض سب کچھ رخصت ہوگیا۔ قرآن مجید نے تقویٰ کے مضمون کا مدار ’’لَا رَیْبَ فِیْہِ‘‘ پر رکھا ہے یعنی سب سے پہلے ہر قسم کے شک اور ریب کی جڑ کاٹنا ہوگی۔

صحبت کی اقسام

ہم میں سے اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ ہم بظاہر کسی بری صحبت اور سنگت میں مبتلا نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین رہے کہ صحبت کا معنیٰ آج کی دنیا میں بڑا وسیع ہوگیا ہے۔ صحبت کی پانچ اقسام ہیں:

۱۔صحبتِ حسّی ۲۔صحبتِ نظری ۳۔صحبتِ سماعی

۴۔صحبتِ فکری ۵۔صحبتِ روحانی

پہلے وقتوں میں صرف جسمانی (physical) صحبت ہوتی تھی۔ اب ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ ہر وہ چیز جو ہمارے ذہن، طبیعت، فہم، مزاج اور شخصیت پر غیر محسوس طریقے سے اثرات ڈال رہی ہو، وہ صحبت ہے۔ خواہ وہ صحبتِ حسّی ہو یا وجودی، خواہ وہ صحبتِ نظری ہو یا سماعی، خواہ وہ صحبتِ ذہنی و فکری ہو یا صحبتِ روحانی۔ کسی کے ساتھ online بات، text messages، بلاگز، عام گفتگو اور کتاب بھی صحبت ہی کی اقسام ہیں۔

اگر ہم کسی ایک ایسے شخص کی کتاب پڑھ رہے ہیں جو ملحد و بے دین ہے اور تشکیک میں مبتلا ہے، جسے یقین اور ثبات حاصل نہیں اور confused ہے، تو اُس کی کتاب پڑھنے والا بھی اس کتاب کے ذریعے صاحبِ کتاب کی صحبت میں ہے اور اُس کی فکر پڑھنے والے پر اثرانداز ہو رہی ہے۔

اسی طرح پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا، سوشل میڈیا بھی سب سے بڑی صحبتیں ہیں، جن کے ذریعے لوگ ایک دوسرے کے اثرات لے رہے ہیں۔ پہلا زمانہ تھا کہ لوگ ہزار ہا میل کا سفر سالوں اور مہینوں میں طے کر کے اولیاء، مشائخ، سلف صالحین کی صحبت میں جاتے تھے اور physically ان کی مجلس میں بیٹھتے تھے۔ وہ صحبتِ حسّی تھی۔ اس وقت اس کے سوا کوئی اور چینل نہیں تھے۔ اب پوری دنیا global village بن گئی ہے، جس کے باعث اب وہ صحبت صحبتِ معنوی ہوگئی ہے اور بہت زیادہ پُر اثر، effective اور influential ہے۔ اس لیے کہ اس میں صحبتِ نظری، صحبتِ فکری، صحبتِ سماعی سب

صحبتیں مجتمع ہوگئیں اور یہ صحبتیں زیادہ طاقتور ہوگئی ہیں۔

ہمارا وہ دوست جو دین میں تشکیک رکھتا ہے، جس میں نافرمانی کا رجحان ہے، دین کی حمیت اور غیرت اُس کے اندر نہیں، دینی حدود اور اقدار کی پاسداری نہیں ہے، زبان بھی اچھی نہیں ہے، کلام، اخلاق، کردار پاکیزہ نہیں ہے تو اس کے یہ بد اثرات ہم پر بھی پڑیں گے۔ یہ چیزیں صحبتِ حسّی میں شمار ہوتی ہیں۔

دوسری طرف اگر ہم کسی سے محبت اور روحانی عقیدت رکھتے ہیں، اپنے دل، دماغ اور تعلق کو قلبی طور پر اُن سے متعلق رکھتے ہیں، ان کی تعلیمات کو سنتے اور ان کی پیروی کرتے ہیں تو ان کی محبت، تعلق اور اتباع ہماری شخصیت پر بھی اثرانداز ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جس طرح سورج ہم سے کوسوں دور ہوتا ہے مگر اُس کی دھوپ، روشنی، شعاعیں ہر چیز ہم پر اثر انداز ہوتی ہیں، اسی طرح یہ دوستیاں اور صحبت بھی غیر محسوس انداز میں ہم پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ پس اچھی صحبت و سنگت کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ بری صحبت و سنگت کو ترک بھی کرنا ہوگا۔

سورۃ الفاتحہ کا پیغام واضح ہے کہ سیدھی راہ کی ہدایت اس وقت تک نہیں ملتی جب تک انعام یافتہ بندوں کی صحبت اور اُن کی راہ کی پیروی نہ کی جائے اور انعام یافتہ بندوں کی صحبت اور پیروی فائدہ نہیں دیتی اگر گمراہ لوگوں اور اللہ کے غضب کے حقدار لوگوں کی صحبت و سنگت اور اُن کے ساتھ تعلق کو ختم نہ کیا جائے۔ یہ سب چیزیں مشروط ہیں۔ بری صحبت ختم کریں گے تو اچھی صحبت کا فائدہ نصیب ہوگا۔ اس لیے کہ بری صحبت اور تشکیک زدہ لوگوں کی صحبت شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے، استقامت، یقین اور پختگی کو کمزور کر دیتی ہے، اہم کو غیر اہم کر دیتی ہے اور ترجیحات تبدیل کر دیتی ہے۔ جونہی priorities change ہوئیں، اسی وقت انسان پھسل جاتا ہے، یقین میں کمزوری آجاتی ہے اور ایمان ڈگمگا جاتا ہے۔

اولیائے کرام کہتے ہیں کہ جس بندے کو دیکھیں کہ وہ رخصت اور تاویلات میں گیا، سمجھ لو کہ وہ پھسل گیا اور بہک گیا۔ ultimately اُس کی ہدایت کا پھل کھو جائے گا۔ اس لیے کہ آدمی آسانیاں پیدا کرنے کے لیے تاویلات کرتا ہے۔ احکامِ الٰہی سے جان چھڑانے کے لیے رخصتوں کی طرف طبیعت مائل ہوتی ہے۔ وہ احکام کی سختی برداشت نہیں کرنا چاہتا اور ان سے بھاگنا چاہتا ہے۔ رخصت اور تاویلات کی طرف جانے والے میں یقین اور ایمان کی کمزوری ہے اور اطاعت و اتباع کے ساتھ اُس کا تعلقِ محبت و رغبت کمزور ہے۔ ان سب چیزوں کی جڑ شک کا پیدا ہونا ہے۔ شک پہلے انسان کو ڈگمگاتا ہے پھر اُس کے یقین کو کمزور کرتا ہے، پھر فکر پر ضرب لگاتا ہے، پھر سوچ کو تقسیم کرتا ہے اور پھر اُس کی قوتِ عمل کو کمزور کرتا ہے۔ اس طرح تدریجاً (gradually) انسان کی پوری کی پوری شخصیت متاثر ہوتی ہے۔ اس لیے لَاَ رَیْبَ فِیْهِ فرمانے کے معاً بعد هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ فرمایا۔ گویا قرآن مجید نے اپنی ہدایت کی شرط ہی یہ قائم کی ہے کہ پہلے شک کی جڑ کاٹو۔ ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم شک اور ارتیاب میں بھی رہو، ifs and buts میں رہو اور پھر ہدایت طلبی بھی کرو۔ اس طرح ہدایت نہیں ملتی۔

لہٰذا اگر چاہتے ہو کہ ہدایت ملے اور قرآن ہمیں اس کیفیت سے نکالے تو جن صحبتوں سے یقین ملنا ہے اُن کو اپنا لو اور جن صحبتوں نے شک، گمراہی اور تذبذب میں ڈالنا ہے، اُن کو کلیتاً ختم کر دو۔ اسی طرح شکوک و شبہات ختم ہو جائیں گے، نافرمانیوں کی طرف رغبت ختم ہوتی چلی جائے گی، رخصتوں اور تاویلات کی طرف ترجیح ختم ہوتی چلی جائے گی اور طبیعت میں تبدیلیاں آئیں گی۔

سوال یہ ہے کہ کیا ڈھیروں دوست رکھنا ضروری ہے؟ کیا ضروری ہے کہ لغو گو کی دوستی اور سنگت رکھی جائے؟ دوست تھوڑے رکھیں مگر ستھرے، نیک، صالح، مومن، متقی، اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی تابعداری و وفاداری والے، پاکیزگی والے اور یقین والے دوست رکھیں۔ الحمدللہ تعالیٰ! تحریک منہاج القرآن کے کارکنان و رفقاء کو ایسی دوستی اور سنگت اس مصطفوی مشن میں ملتی ہے، یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

(جاری ہے) ❁❁❁❁❁❁

الفقہ: آپ کے فقہی مسائل

اللہ کیلئے دوستی اور دشمنی کرنا افضل ترین اعمال ہیں

نظرِ بد کی حقیقت اور لباسِ شرعی کی حدود و قیود

مفتی عبد القیوم خان ہزاروی

سوال: کیا ’’البغض فی اللہ‘‘ سے مراد گنہگاروں سے قطع تعلقی ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

جواب: حضرت ابوذر ﷛ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الْحُبُّ فِي اللَّهِ، وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ.

’’تمام اعمال سے افضل اللہ تعالیٰ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے دشمنی رکھنا ہے‘‘۔

(أبو داود، السنن، كتاب السنة، باب مجانبة أهل الأهواء وبغضهم، ۴:۱۹۸، رقم:۴۵۹۹)

درج بالا روایت اور اسی مفہوم کی دیگر روایات میں بیان کردہ البغض فی اللہ سے مراد گنہگاروں سے یکسر قطع تعلقی نہیں بلکہ اس کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ بندہ مومن اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے تو اس کے صدقِ ایمان کا تقاضا ہے کہ وہ اُن لوگوں سے محبت کرے جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے اور دشمنی و بغض بھی اسی سے رکھے جو اللہ تعالیٰ کا مبغوض ہے۔ گویا ایمان لانے کے بعد ہمارے قلبی جذبات اور معاشرتی تعلقات کی بنیاد حسد، ذاتی عداوت و ناپسندیدگی یا نفع و نقصان پر نہیں، بلکہ خالصتاً رضائے الٰہی پر مبنی ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی خاطر کسی سے محبت و تعلق رکھا جاسکتا ہے تو وہ یقیناً اللہ کے انعام یافتہ بندے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین، علمائے حق اور اولیاء اللہ ہوسکتے ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ان سے سچی محبت و عقیدت رکھے گا تو ظاہر ہے کہ وہ یقیناً ان کی اتباع و پیروی کرے گا اور اعمالِ صالحہ بجالائے گا۔ اسی طرح جو شخص اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے کسی سے بغض و عداوت رکھے گا تو وہ یقیناً دشمنانِ دین ہوں گے، جو خدا کے دین کو مٹانے اور اس کے نظام کو تہ و بالا کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ ایسی صورت میں بندہ مومن کا فرض ہے کہ ان دشمنانِ حق کی بیخ کنی اور دین کی سربلندی کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں بروکار لائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی دشمنانِ حق سے دوستی و تعلق رکھنے سے روکا ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا يَنْهٰکُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْکُمْ فِی الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِيَارِکُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ج وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ.

’’اللہ تو محض تمہیں ایسے لوگوں سے دوستی کرنے سے منع فرماتا ہے جنہوں نے تم سے دین (کے بارے) میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں (یعنی وطن) سے نکالا اور تمہارے باہر نکالے جانے پر (تمہارے دشمنوں کی) مدد کی۔ اور جو شخص اُن سے دوستی کرے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں‘‘۔ (الممتحنۃ، ۶۰:۹)

یہ حکم محاربین یعنی ان کفار کے بارے میں ہے جو مسلح ہو کر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے کوشاں ہیں اور دینِ خدا کے خلاف اعلانیہ یا غیراعلانیہ طور پر برسرِ پیکار ہیں۔ جہاں تک غیرحربی کفار یا عام گنہگار افراد کا معاملہ ہے تو ان سے معاشرتی تعلق کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَا يَنْهٰکُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْکُمْ فِی الدِّيْنِ وَلَمْ

يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ط اِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ. (الممتحنہ، ۶۰:۸)

’’اللہ تمہیں اس بات سے منع نہیں فرماتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین (کے بارے) میں جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے (یعنی وطن سے) نکالا ہے کہ تم ان سے بھلائی کا سلوک کرو اور اُن سے عدل و انصاف کا برتاؤ کرو، بے شک اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے‘‘۔

جب اللہ تعالیٰ غیر حربی یعنی امن پسند اور غیر مسلح کفار سے معاشرتی مقاطع کا حکم نہیں دے رہا بلکہ ان کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرنے اور عدل و انصاف کا برتاؤ رکھنے میں کوئی حرج بھی قرار نہیں دیتا تو عام مسلمانوں سے معاشرتی قطع تعلقی کس بنیاد پر روا رکھی جاسکتی ہے؟ اگر گنہگار افراد سے قطع تعلقی کرلی جائے تو ان کی اصلاح کی کیا صورت رہ جائے گی؟ پھر دعوت و تبلیغ تو صرف صلحاء کے لیے رہ جائے گی اور ایسی صورت میں اسلام کی تعلیمات عام کرنے کی صورت کیا بنے گی؟

دعائے قنوت میں و نخلع و نترک من یفجرک (جو تیری نافرمانی کرے اس سے مکمل طور پر علیحدگی اختیار کرتے ہیں) سے مراد بھی یہی ہے کہ ہم گنہگاروں کے عملِ بد سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں نہ کہ ان سے معاشرتی قطع تعلقی کا اعادہ کیا جارہا ہے۔

درج بالا تمام دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر برے اعمال سے اجتناب کیا جائے۔ مسلمانوں اور دینِ حق کے خلاف برسرِ پیکار کفار سے دوستی و محبت نہ رکھی جائے۔ گنہگاروں اور غیر مسلموں سے قطع تعلقی کی بجائے ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے اور انہیں اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کروایا جائے۔ لہٰذا گناہ سے نفرت کی جائے، گنہگاروں سے نہیں اور کفر سے قطع تعلقی کی جائے، پُرامن کفار سے نہیں۔

سوال: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نظرِ بد کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: نظرِ بد یا نظر لگنا ایک قدیم تصور ہے جو دنیا کی مختلف اقوام میں پایا جاتا ہے۔ اسلام کے صدرِ اوّل میں دشمنانِ اسلام نے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لیے عرب کے ان لوگوں کی خدمات لینے کا ارادہ کیا جو نظر لگانے میں شہرت رکھتے تھے۔ ان کا دعویٰ تھا کہ وہ جس چیز کو نقصان پہنچانے کے ارادے سے دیکھتے ہیں ان کے دیکھتے ہی وہ چیز تباہ ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو ان کے شر سے محفوظ رکھا اور ان بدنیتوں کے تمام حربے ناکام ہوگئے۔ ان کی اس شرانگیزی کو قرآن میں اس طرح سے بیان کیا گیا:

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ. (القلم، ۶۸:۵۱)

’’اور بے شک کافر لوگ جب قرآن سنتے ہیں تو ایسے لگتا ہے کہ آپ کو اپنی (حاسدانہ بد) نظروں سے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے‘‘۔

اس آیت میں نظرِ بد میں نقصان کی تاثیر ہونے کا اشارہ ہے جو کسی دوسرے انسان کے جسم و جان پر اثر انداز ہوسکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْعَيْنُ حَقٌّ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ سَبَقَتْهُ الْعَيْنُ وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَاغْسِلُوا. (مسلم، الصحيح، ۴:۱۷۱۹، رقم: ۲۱۸۸)

’’نظر حق ہے، اگر کوئی چیز تقدیر کو کاٹ سکتی ہے تو نظر ہے اور جب تم سے (نظر کے علاج کے لیے) غسل کرنے کے لیے کہا جائے تو غسل کرلو‘‘۔

نظرِ بد کے برے اثرات ہوتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نظرِ بد سے بچاؤ کے لئے جھاڑ پھونک یعنی دم درود کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دم کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

رُخِّصَ فِي الْحُمَةِ وَالنَّمْلَةِ وَالْعَيْنِ.

رسول اللہ ﷺ نے تین چیزوں کیلیے جھاڑ پھونک کی اجازت دی: ۱۔ نظر بد ۲۔ بچھو وغیرہ کے کاٹے پر ۳۔ پھوڑے پھنسی کے لئے (مسلم، الصحيح، ۴:۱۷۲۵، رقم: ۲۱۹۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ

اَمَرَنِي رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَوْ اَمَرَ اَنْ يُسْتَرْقَى مِنَ الْعَيْنِ.

’’مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا یا حکم دیا کہ نظر بد لگنے کا دم کیا کرو‘‘۔ (بخاری، الصحيح، ۵:۲۱۶۶، رقم: ۵۴۰۶)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى فِي بَيْتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ

فَقَالَ اسْتَرْقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ.

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے میرے گھر کے اندر ایک لڑکی دیکھی جس کے چہرے پر نشانات تھے۔ ارشاد فرمایا کہ اس پر کچھ پڑھ کر دم کرو کیونکہ اس کو نظر لگ گئی ہے‘‘۔

(بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۶۷، رقم: ۵۴۰۷)

نظرِ بد سے علاج کے لئے معوذتین پڑھ کر دم کیا جائے اور یہ دعا بھی کی جائے جو حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام آکر آپ کو دم کرتے اور یہ کلمات کہتے:

بِاسْمِ اللهِ يُبْرِيكَ وَمِنْ كُلِّ دَاءٍ يَشْفِيكَ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ وَشَرِّ كُلِّ ذِي عَيْنٍ.

’’اللہ کے نام سے، وہ آپ کو تندرست کرے گا اور ہر بیماری سے شفا دے گا اور حسد کرنے والے حاسد کے ہر شر سے اور نظر لگانے والی آنکھ کے ہر شر سے آپ کو اپنی پناہ میں رکھے گا‘‘۔

قرآن مجید کی آخری دو سورتوں کو معوذتین کہتے ہیں اُن سے بھی نظربد کا علاج کیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

اَنَّ النَّبِيَّ كَانَ يَنْفُثُ عَلَى نَفْسِهِ فِي الْمَرَضِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ اَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ وَاَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهِ لِبَرَكَتِهَا.

’’حضور نبی اکرم ﷺ اپنے اس مرض کے اندر جس میں آپ کا وصال ہوا، معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کرتے تھے۔ جب آپ کی تکلیف بڑھ گئی تو میں انہیں پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی اور بابرکت ہونے کے باعث آپ کے دستِ اقدس کو آپ کے جسم اطہر پر پھیرا کرتی۔ (بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۵۶، رقم: ۵۴۰۳)

درج بالا آیات و روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ نظرِ بد کوئی وہمہ یا توہم پرستی نہیں بلکہ حقیقت ہے جس کے اثرات ظاہر ہونے پر دَم کرانا درست ہے۔

سوال: لباس کی شرعی حدود و قیود کے متعلق آگاہ فرما دیں۔

جواب: سب سے پہلے تو یہ جان لیں کہ کوئی لباس انگریزی، عیسائی، ہندو یا یہودی نہیں ہے۔ ہر وہ لباس جو باپردہ ہو، گرمی سردی کی شدت سے بچائے اور پہنا ہوا اچھا لگے وہ اسلامی لباس ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کے علاوہ کوئی پابندی نہیں لگائی گئی۔ اس لیے مذکورہ بالا شرائط پر پورا اترنے والا ہر لباس پہنا جا سکتا ہے۔

اسلام ہر علاقے کے لوگوں کو اپنے ثقافتی لباس پہننے کی اجازت دیتا ہے، اگر وہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہوں کیونکہ ہر علاقے، ثقافت اور کلچر کے اپنے انداز ہوتے ہیں۔ اسلام کسی ایک علاقے کے لیے نہیں آیا بلکہ یہ ایک آفاقی دین ہے جس نے ساری دنیا میں قابلِ قبول بننا ہے۔ یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب اسلام آفاقی انداز اپنائے۔ کسی ایک علاقے کے لباس، زبان اور رسوم کو لاگو نہ کرے۔

ہر دور اور ہر علاقے کے اپنے رنگ ہوتے ہیں، جو عربوں سے نہ بھی ملتے ہوں یا عہدِ رسالت مآب ﷺ کے مطابق نہ بھی ہوں تو وہ قابلِ قبول ہوتے ہیں۔ اگر برِصغیر پاک و ہند کے اکثر مسلمانوں کا لباس دیکھا جائے تو وہ شلوار قمیص ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے شلوار قمیص پہننے کی کوئی مستند روایت نہیں ملتی اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پسند فرمایا۔ اس کے علاوہ کھانے، پینے، سواری کرنے اور دیگر بہت سی اشیاء ہم ایسی استعمال کرتے ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے استعمال نہیں کیا۔ جیسے موبائل فون، کمپیوٹر، گاڑیاں، موٹر سائیکل، اے سی، پنکھے، کھانے پینے میں برگر، بوتل، پیزے وغیرہ اور ہزاروں ایسی اشیاء جن کا ذکر کرنا ممکن نہیں ہے۔

رہا لباس کا مسئلہ تو یہ بات ذہن نشین رہے کہ مدینہ اور عرب علاقوں کے یہودی اور عیسائی جبّے پہنتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو دیکھ کر جبہ پہننے کو ناجائز اور غیر اسلامی قرار نہیں دیا بلکہ خود پہن کر یہ ثابت کر دیا کہ کوئی لباس غیر اسلامی نہیں ہے بشرطیکہ وہ باپردہ اور دیدہ زیب ہو۔

ٹائی لباس کا حصہ ہے، مذہب کا نہیں۔ کوئی بھی اس کو عیسائیت کا حصہ نہیں سمجھتا۔ اگر ٹائی عیسائیت کی علامت ہوتی تو عیسائی اپنے علاوہ کسی دوسرے مذہب کے ماننے والے کو یہ نہ پہننے دیتے اور دوسری طرف ہر ٹائی پہنے ہوئے کو عیسائی سمجھا جاتا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ایسا نہیں ہے۔ اس لیے یہ درست نہیں کہ پینٹ کوٹ اور ٹائی کو عیسائی لباس قرار دے دیا جائے اور ہر ٹائی لگانے والے کو عیسائی سمجھا جائے۔ جب نبی اکرم ﷺ نے مسلمان ہونے کے لیے کسی ایک لباس کو لازمی قرار نہیں دیا تو ہمارا بھی یہ فریضہ ہے کہ ہم امت پر تنگی نہ کریں۔ ❁❁❁❁❁❁

فضیلتِ شب برأت اور معمولاتِ نبوی ﷺ

خاص لمحات، ایام، راتوں اور مہینوں میں ربِ کائنات کی رحمت کی برسات
معمول سے بڑھ جاتی ہے، 15 شعبان المعظم کی شب انہی میں سے ایک ہے

حافظ ظہیر احمد الاسنادی☆

اللہ رب العزت کی رحمت و بخشش کے دروازے یوں تو ہر وقت ہر کسی کے لیے کھلے رہتے ہیں۔ ''لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰه'' (اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو) کی فضاؤں میں رحمت الٰہی کا دریا ہمہ وقت موجزن رہتا ہے۔ اس کی رحمت کا سائبان ہر وقت اپنے بندوں پر سایہ فگن رہتا ہے اور مخلوق کو اپنے سایہ عاطفت میں لیے رکھنا اسی ہستی کی شانِ کریمانہ ہے۔ اس غفار، رحمٰن و رحیم پروردگار نے اپنی اس ناتواں مخلوق پر مزید کرم فرمانے اور اپنے گناہ گار بندوں کی لغزشوں اور خطاؤں کی بخشش و مغفرت اور مقربین بارگاہ کو اپنے انعامات سے مزید نوازنے کے لیے بعض نسبتوں کی وجہ سے کچھ ساعتوں کو خصوصی برکت و فضیلت عطا فرمائی جن میں اس کی رحمت و مغفرت اور عطاؤں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہوتا ہے اور جنہیں وہ خاص قبولیت کے شرف سے نوازتا ہے۔

ان خاص لمحوں، خاص ایام اور خاص مہینوں میں جن کو یہ فضیلت حاصل ہے ربّ کائنات کی رحمت کی برسات معمول سے بڑھ جاتی ہے۔ ان خصوصی ساعتوں میں ماہِ شعبان المعظم کو بالعموم اور ۱۵ شعبان المعظم کی رات یعنی ''شبِ برأت'' کو خاص اہمیت و فضیلت حاصل ہے۔

شعبان المعظم کی فضیلت

شعبان المعظم اسلامی سال کا آٹھواں مہینہ ہے جو دو مبارک مہینوں رجب اور رمضان کے درمیان میں آتا ہے جس سے اس کی فضیلت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

۱۔ حضور غوث الاعظم الشیخ عبدالقادر جیلانی رَحِمہ اللّٰہ 'غنیۃ الطالبین' میں بیان فرماتے ہیں:

لفظ شعبان پانچ حرفوں کا مجموعہ ہے: ﴿ش، ع، ب، الف اور ن﴾ 'شین' شرف سے، 'عین' علو، عظمت (بلندی) سے، 'باءٗ بر' (نیکی اور تقویٰ) سے، 'الف' اُلفت (اور محبت) سے اور 'نون' نور سے ماخوذ ہے۔ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو یہ چار چیزیں عطا ہوتی ہیں۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں نیکیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور برکات کا نزول ہوتا ہے گناہ گار چھوڑ دیے جاتے ہیں اور برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور مخلوق میں سب سے افضل اور بہترین ہستی حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں کثرت سے ہدیہ درود و سلام بھیجا جاتا ہے۔''

۲۔ امام قسطلانی نے 'المواہب اللدنیۃ' میں ایک لطیف بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں:

إِنَّ شَهْرَ شَعْبَانَ شَهْرُ الصَّلَاةِ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، لِأَنَّ آيَةَ الصَّلَاةِ يَعْنِي: إِنَّ اللهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ. (الأحزاب، ۳۳/۵۶) نَزَلَتْ فِيْهِ.

(قسطلانی، المواهب اللدنية، ۲/۶۵۰)

''بے شک شعبان رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا مہینہ بھی ہے، اس لیے کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں درود و سلام

☆ ریسرچ سکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور

کی آیت نازل ہوئی۔‘‘

یہ آیت ماہِ شعبان میں نازل ہوئی تو شعبان کا تعلق حضور ﷺ کے درود و سلام کے ساتھ بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بخشش و مغفرت اور توبہ کے ساتھ بھی ہے۔ لہٰذا اس ماہ اور شب برأت کی عبادت سے حضور ﷺ کی بارگاہ سے بھی قربت نصیب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی قرب نصیب ہوتا ہے۔

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے شعبان کو اپنا مہینہ قرار دیا اور اس ماہ کی حرمت و تعظیم کو اپنی حرمت و تعظیم قرار دیا۔ آپ ﷺ اس ماہ میں کثرت سے روزے رکھتے اور دیگر اعمالِ صالحہ بجالاتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ، وَشَهْرُ شَعْبَانَ شَهْرِي، شَعْبَانُ الْمُطَهِّرُ وَرَمَضَانُ الْمُكَفِّرُ.

(ہندی، كنز العمال، ۸/۲۱۷، رقم/۲۳۶۸۵)

’’ماہِ رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، اور ماہِ شعبان میرا مہینہ ہے، شعبان (گناہوں سے) پاک کرنے والا ہے اور رمضان (گناہوں کو) ختم کر دینے والا مہینہ ہے۔‘‘

۴۔ حضرت انس بن مالک ؓ روایت کرتے ہیں کہ ماہِ رجب کی آمد پر حضور نبی اکرم ﷺ یوں فرمایا کرتے:

اَللّٰهُمَّ، بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ، وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ.

(طبرانی، المعجم الأوسط، ۴/۱۸۹، رقم/۳۹۳۹)

’’اے اللہ! ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکتیں نازل فرما اور رمضان ہمیں نصیب فرما۔‘‘

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں:

كَانَ أَحَبُّ الشُّهُورِ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَنْ يَصُوْمَهُ شَعْبَانَ، ثُمَّ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ.

(أحمد بن حنبل، المسند، ۶/۱۸۸، رقم/۲۵۵۸۹)

’’رسول اللہ ﷺ کو تمام مہینوں میں سے شعبان کے روزے رکھنا زیادہ محبوب تھا۔ آپ ﷺ شعبان (کے روزوں) کو رمضان المبارک کے ساتھ ملا دیا کرتے تھے۔‘‘

۶۔ ماہِ شعبان کی اہمیت و فضیلت کا اس امر سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ حضرت اُسامہ بن زید ؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کو سب مہینوں سے زیادہ شعبان المعظم کے مہینے میں روزے رکھتے دیکھتا ہوں۔ (اس کی کیا وجہ ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا:

ذٰلِكَ شَهْرٌ، يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ، بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْأَعْمَالُ إِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ. (نسائی، السنن، کتاب الصيام، باب صوم النبي داود ؑ، ۴/۲۰۱، رقم/۲۳۵۷)

’’یہ وہ (مقدس) مہینہ ہے جس سے لوگ غافل اور سست ہیں۔ رجب اور رمضان المبارک کے درمیان یہ وہ مہینہ ہے جس میں (بندوں کے) اعمال رب العالمین کے حضور لے جائے جاتے ہیں۔ لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال اس حال میں اُٹھائے جائیں کہ میں روزہ سے ہوں۔‘‘

اس حدیث مبارکہ میں خود حضور نبی اکرم ﷺ نے اس ماہ کی فضیلت کا ایک راز یہ بتا دیا کہ شعبان میں ہمارے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ جو شخص اس مہینے میں جتنے زیادہ اعمال صالحہ بجا لاتا ہے، زیادہ عبادات کرتا ہے، روزے رکھتا ہے، صدقات و خیرات کرتا ہے۔ اسے اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت نصیب ہوتی ہے اور اسی قدر بارگاہِ الٰہی سے قرب اور مقبولیت نصیب ہوتی ہے۔

سببِ فضیلتِ شعبان المعظم: شبِ برأت

اس بات کو سمجھنا ہوگا کہ آخر کار کوئی سبب اور وجہ تو ہوگی اور کوئی تو خیر اور برکت کا پہلو ایسا ہوگا جس بناء پر حضور نبی اکرم ﷺ نے ماہِ شعبان کو ایسی فضیلت و بزرگی عطا فرمائی؟

اس ماہِ مبارک کی فضیلت کا سبب اس ماہ کی ۱۵ ویں رات ہے جسے ’’شب برأت‘‘ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

حضرت عطاء بن یسار سے منقول ہے:

’’لیلۃ القدر کے بعد کوئی رات ایسی نہیں جو نصف شعبان کی رات سے افضل ہو‘‘ (ابن رجب حنبلی، لطائف المعارف/۱۳۸)

اس فضیلت و بزرگی والی رات کے کئی نام ہیں:

۱۔ لیلۃ المبارکۃ: برکتوں والی رات
۲۔ لیلۃ البراءۃ: دوزخ سے بری ہونے اور آزادی ملنے کی رات
۴۔ لیلۃ الصَّک: دستاویز والی رات
۳۔ لیلۃ الرحمۃ: خاص رحمتِ الٰہی کے نزول کی رات
(زمخشری، الکشاف، ۴/۲۷۲)

عرفِ عام میں اسے شبِ برأت یعنی دوزخ سے نجات اور آزادی کی رات بھی کہتے ہیں۔ لفظ شبِ برأت احادیث مبارکہ کے الفاظ ’’عتقاء من النار‘‘ کا با محاورہ اُردو ترجمہ ہے۔ اس رات کو یہ نام خود رسول اللہ ﷺ نے عطا فرمایا کیوں کہ اس رات رحمتِ خداوندی کے طفیل لاتعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں۔

شبِ برأت کے پانچ خصائص

شبِ برأت کو اللہ تعالیٰ نے پانچ خاص صفات عطا فرمائیں۔ جنہیں کثیر ائمہ نے بیان کیا فرماتے ہیں:

۱۔ حکمت والے امور کے فیصلہ کی رات

اس شب کی پہلی خاصیت یہ ہے کہ اس شب میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کردیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ. (الدخان: ۱)

’’اس (رات) میں ہر حکمت والے کام کا (جدا جدا) فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔‘‘

۲۔ عبادت کی فضیلت

اس رات کی دوسری خاصیت یہ ہے کہ اس رات میں عبادت کو ایک خاص فضیلت حاصل ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَلّٰى فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ مِائَةَ رَكْعَةٍ أَرْسَلَ اللهُ إِلَيْهِ مِائَةَ مَلَكٍ ثَلَاثُوْنَ يُبَشِّرُوْنَهُ بِالْجَنَّةِ، وَثَلَاثُوْنَ يُؤَمِّنُوْنَهُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَثَلَاثُوْنَ يَدْفَعُوْنَ عَنْهُ آفَاتِ الدُّنْيَا، وَعَشَرَةٌ يَدْفَعُوْنَ عَنْهُ مَكَايِدَ الشَّيْطَانِ. (حواله)

’’اس رات میں جو شخص سو رکعات نماز ادا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف سو (۱۰۰) فرشتے بھیجتا ہے۔ (جن میں سے) تیس فرشتے اسے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔ تیس فرشتے اسے آگ کے عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں۔ تیس فرشتے آفاتِ دنیاوی سے اس کا دفاع کرتے ہیں۔ اور دس فرشتے اسے شیطانی چالوں سے بچاتے ہیں۔‘‘

۳۔ رحمتِ الٰہی کے نزول کی رات

اس رات کی تیسری خاصیت یہ ہے کہ اس میں رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ يَرْحَمُ أُمَّتِي فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ بِعَدَدِ شَعْرِ أَغْنَامِ بَنِي كَلْبٍ.

’’یقیناً اللہ تعالیٰ اس رات بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر میری اُمت پر رحم فرماتا ہے۔‘‘ (حواله)

۴۔ گناہوں کی بخشش اور معافی کی رات

اس رات کی چوتھی خاصیت یہ ہے کہ یہ گناہوں کی بخشش اور معافی کے حصول کی رات ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَغْفِرُ لِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ، إِلَّا لِكَاهِنٍ، أَوْ مُشَاحِنٍ، أَوْ مُدْمِنِ خَمْرٍ، أَوْ عَاقٍّ لِلْوَالِدَيْنِ، أَوْ مُصِرٍّ عَلَى الزِّنَا. (حواله)

’’بے شک اس رات اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما دیتا ہے، سوائے جادو ٹونہ کرنے والے، بغض و کینہ رکھنے والے، شرابی، والدین کے نافرمان اور بدکاری پر اصرار کرنے والے کے۔‘‘

۵۔ حضور ﷺ کو مکمل شفاعت عطا فرمائے جانے کی رات

اس رات کی پانچویں خاصیت یہ ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولِ کریم ﷺ کو مکمل شفاعت عطا فرمائی۔ اور وہ اس طرح کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے شعبان کی تیرھویں رات اپنی امت کے لیے شفاعت کا سوال کیا تو آپ ﷺ کو تیسرا حصہ عطا فرمایا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے شعبان کی چودھویں رات یہی سوال کیا تو آپ ﷺ کو دو تہائی حصہ عطا کیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے شعبان کی پندرہویں رات سوال کیا تو آپ ﷺ کو تمام شفاعت عطا فرما دی گئی، سوائے اس شخص کے جو مالک سے بدکے ہوئے اونٹ کی طرح (اپنے مالک حقیقی) اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے (یعنی جو مسلسل نافرمانی پر مصر ہو)۔‘‘

(زمخشری، الکشاف، ۴/۲۷۲-۲۷۳)

شبِ برأت سرانجام پانے والے امورِ حکمت

شبِ برأت رحمتِ خداوندی کے طفیل لا تعداد انسان دوزخ سے نجات پاتے ہیں۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ غروبِ آفتاب کے

وقت سے ہی (اپنی شان کے لائق) آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے۔

۱۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

’’ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو (خواب گاہ میں) نہ پایا تو میں (آپ ﷺ کی تلاش میں) نکلی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ جنت البقیع میں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے خوف ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تیرے ساتھ نا انصافی کریں گے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے سوچا شاید آپ کسی دوسری زوجہ کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ.

(أحمد بن حنبل، المسند، ٦/٢٣٨، رقم/٢٦٠٦٠)

’’اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات کو (اپنی شان کے لائق) آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔‘‘

۲۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اے عائشہ! تمھیں معلوم ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ تو انہوں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) اس رات میں کیا ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

فِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُودٍ مِنْ مَوْلُودِ بَنِي آدَمَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ، وَفِيهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِي آدَمَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ، وَفِيهَا تُرْفَعُ أَعْمَالُهُمْ، وَفِيهَا تَنْزِلُ أَرْزَاقُهُمْ.

(بيهقي، الدعوات الكبير، ٢/١٤٥)

’’اس رات سال میں جتنے بھی لوگ پیدا ہونے والے ہیں سب کے نام لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے لوگ فوت ہونے والے ہیں ان سب کے نام بھی لکھ دیے جاتے ہیں اور اس رات میں لوگوں کے (سارے سال کے) اَعمال اٹھالیے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی روزی مقرر کی جاتی ہے۔‘‘

شبِ برأت میں حضور ﷺ کے معمولاتِ مبارکہ

حضور نبی اکرم ﷺ اس رات کو جو خاص عمل فرماتے، ذیل میں ان کو بیان کیا جارہا ہے:

۱۔ کثرتِ دعا اور گریہ وزاری

اس رات میں حضور نبی اکرم ﷺ کثرت سے دعائیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ کناں ہوتے تھے۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ شعبان المعظم کی ۱۵ ویں رات آپ ﷺ اپنے سجدے میں یہ دعا کر رہے تھے:

سَجَدَ لَكَ خَيَالِي وَسَوَادِي، وَآمَنَ بِكَ فُؤَادِي، فَهٰذِهِ يَدِي وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِي، يَا عَظِيْمُ، يُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيْمٍ، يَا عَظِيْمُ، اغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ.

’’(اے اللہ!) میرے خیال اور باطن نے تجھے سجدہ کیا، تجھ پر میرا دل ایمان لایا، یہ میرا ہاتھ ہے اور میں نے اس کے ذریعے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا، اے عظیم! ہر عظیم سے امید باندھی جاتی ہے، اے عظیم! بڑے گناہوں کو بخش دے۔ میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کی تخلیق کی اور اس کی سمع و بصر کی قوتوں کو جدا جدا بنایا۔

پھر آپ ﷺ نے اپنا سرِ انور اٹھایا اور دوبارہ سجدے میں گر گئے اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کرنے لگے:

أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَأَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ، أَقُوْلُ كَمَا قَالَ أَخِي دَاوُدُ، أَعْفُرُ وَجْهِي فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِي، وَحَقٌّ لَهُ أَنْ يُسْجَدَ.

’’(اے اللہ!) میں تیری رضا کے ذریعے تیری ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں، تیرے عفو کے ذریعے تیرے قہر سے پناہ مانگتا ہوں اور میں تیرے ذریعے تجھ ہی سے (یعنی تیری پکڑ سے) پناہ مانگتا ہوں، میں اس طرح تیری ثنا کا حق ادا نہیں کرسکتا جیسا کہ تو نے خود اپنی ثنا بیان کی ہے، میں ویسا ہی کہتا ہوں جیسے میرے بھائی حضرت داؤد نے کہا، میں اپنا چہرہ اپنے مالک کے سامنے خاک آلود کرتا ہوں، اور وہ حق دار ہے کہ اس کو سجدہ کیا جائے۔‘‘

پھر آپ ﷺ نے اپنا سرِ انور اٹھایا اور عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ، ارْزُقْنِي قَلْبًا تَقِيًّا مِنَ الشَّرِّ نَقِيًّا لَا جَافِيًا وَلَا شَقِيًّا (بیہقی، شعب الإیمان، ۳/۳۸۵، رقم/۳۸۳۸)

''اے اللہ! مجھے ایسا دل عطا فرما جو ہر شر سے پاک، صاف ہو، نہ بے وفا ہو اور نہ بدبخت ہو۔''

۲۔ شبِ برأت کو جاگنا اور صبح روزہ رکھنا

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا، فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ إِلٰى سَمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ: أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَ لَهُ، أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ، أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ، أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ. (سنن ابن ماجه، باب ما جاء في ليلة النصف من شعبان، ۱/۴۴۴، رقم/۱۳۸۸)

''جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات سورج غروب ہوتے ہی (اپنی شان کے لائق) آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے: کیا کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا نہیں کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کیا کوئی مجھ سے رزق طلب کرنے والا نہیں کہ میں اسے رزق دوں؟ کیا کوئی مبتلائے مصیبت نہیں کہ میں اُسے عافیت عطا کر دوں؟ کیا کوئی ایسا نہیں؟ کوئی ایسا نہیں؟ (اسی طرح ارشاد ہوتا رہتا ہے) یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔''

۳۔ قبرستان جانا اور جمیع مسلمانوں کیلئے بخشش کی دعا کرنا

مسلمانوں کو چاہیے کہ اس رات میں اپنے گناہوں پر بھی توبہ کریں اور اپنے والدین، اساتذہ و رشتہ داروں کے لیے بھی اِستغفار کریں اور یہ عمل رسول اللہ ﷺ کی سنتِ مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی طویل حدیث مبارکہ بیان ہو چکی جس میں آپؓ نے بیان فرمایا:

''حضور نبی اکرم ﷺ رات کے کسی حصے میں اچانک ان کے پاس سے اٹھ کر کہیں تشریف لے گئے۔ میں نے آپ ﷺ کو جنت البقیع میں مومنین ومومنات اور شہداء کے لیے بخشش و استغفار کی دعا کرتے پایا۔

اس حدیث مبارکہ سے تین باتیں ثابت ہوئیں:

۱۔ شبِ برأت کو اُٹھ کر عبادت کرنا، آپ ﷺ کی سنت ہے۔

۲۔ آپ ﷺ نے بطورِ خاص صرف عبادت نہیں کی بلکہ اس رات مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع بھی تشریف لے گئے۔

۳۔ قبرستان جانا اور وہاں تمام مسلمانوں کے لیے بخشش و مغفرت کی دعا کرنا بھی سنت ہے۔

شعبان کی پندرہویں شب کے بارے میں وارد ہونے والی اَحادیث مبارکہ کے مطالعہ سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ اس مقدس رات قبرستان جانا، کثرت سے اِستغفار کرنا، شب بیداری اور کثرت سے نوافل ادا کرنا اور اس دن روزہ رکھنا رسول اللہ ﷺ کے معمولاتِ مبارکہ میں سے تھا۔

شبِ برأت کے اعمال اور دعائیں

مذکورہ بالا دعاؤں کے ساتھ ساتھ اس رات درج ذیل دعا پڑھنا بھی مستحب ہے:

۱. اَللّٰهُمَّ إِنَّکَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ، تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي.

(ترمذی، السنن، کتاب الدعوات، ۵/۵۳۴، رقم/۳۵۱۳)

''اے اللہ! تُو بہت معاف کرنے والا اور کرم فرمانے والا ہے۔ عفو و درگزر کو پسند کرتا ہے پس مجھے معاف فرما دے۔''

۲۔ شعبان کی ۱۵ ویں شب میں سورۃ بقرہ کا آخری رکوع اکیس مرتبہ پڑھنا امن و سلامتی اور حفاظت جان و مال کے لیے بہت مفید ہے۔

۳۔ فراخی رزق کے لیے دعا

امام غزالی اِحیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں کہ شبِ برأت کی رات لوگ یہ دعا (کثرت سے) پڑھتے ہیں:

صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو بندہ یہ دعا پڑھے اللہ تعالیٰ ضرور اس کی معیشت (رزق) میں وسعت عطا فرماتا ہے۔

﴿(اَللّٰهُمَّ) يَا ذَا الْمَنِّ، وَلَا يُمَنُّ عَلَيْکَ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، يَا ذَا الطَّوْلِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، ظَهْرُ الْآجِئِينَ، وَجَارُ الْمُسْتَجِيْرِيْنَ، وَمَأْمَنُ الْخَائِفِيْنَ، (اَللّٰهُمَّ،) إِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي أُمِّ الْكِتٰبِ عِنْدَکَ شَقِيًّا فَامْحُ عَنِّي اسْمَ الشَّقَاءِ. وَأَثْبِتْنِي عِنْدَکَ سَعِيْدًا، وَإِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنِي فِي أُمِّ الْكِتَابِ مَحْرُوْمًا مُقَتَّرًا عَلَيَّ رِزْقِي فَامْحُ عَنِّي،

حِرْمَانِي وَتَقْتِيرِ رِزْقِي، وَاثْبِتْنِي عِنْدَكَ سَعِيْدًا مُوَفَّقًا لِلْخَيْرِ، فَإِنَّكَ تَقُوْلُ فِي كِتَابِكَ ﴿يَمْحُوا اللهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ.﴾

(ابن ابی شيبة، المصنف، ۶/ ۶۸، رقم/ ۲۹۵۳۰)

’’(اے اللہ!) اے احسان کرنے والے کہ تجھ پر احسان نہیں کیا جاتا! اے بڑی شان وشوکت والے! اے فضل والے! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پریشان حالوں کا مددگار ہے، پناہ مانگنے والوں کو پناہ دینے والا ہے اور خوفزدوں کو امان دینے والا ہے۔ (اے اللہ!) اگر تو مجھے اپنے پاس اُمُّ الکتاب (لوح محفوظ) میں شقی (بدبخت) لکھ چکا ہے، تو (اے اللہ!) میرا نام بدبختوں میں سے مٹا دے اور مجھے اپنے پاس سعادت مند لکھ دے۔ اگر تو مجھے اپنے پاس اُمُّ الکتاب (لوح محفوظ) میں محروم، رزق میں تنگی دیا ہوا لکھ چکا ہے، تو (اے اللہ!) مجھ سے میری محرومی اور تنگی رزق کو دور فرما دے اور (اپنے فضل سے) مجھے اپنے پاس اُمُّ الکتاب میں مجھے خوش بخت اور بھلائیوں کی توفیق دیا ہوا ثبت (تحریر) فرما دے۔ بے شک تو اپنی کتاب (قرآن مجید) میں فرماتا ہے: ﴿اللہ جس (لکھے ہوئے) کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جسے چاہتا ہے) ثبت فرما دیتا ہے، اور اسی کے پاس اصل کتاب (لوحِ محفوظ) ہےo﴾۔‘‘

۴۔ صلاۃ الخیر (شبِ برأت کی نماز)

شبِ برأت میں ایک سو رکعات (نفل) نماز اس طرح ادا کی جائے کہ اس میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک ہزار مرتبہ سورۃ اِخلاص ﴿قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ﴾ پڑھی جائے۔ (یعنی ہر رکعت میں دس بار سورۃ اِخلاص پڑھیں گے۔) اس نماز کو ’صلوٰۃ الخیر‘ کہا جاتا ہے۔ اس نماز کی بہت زیادہ برکت ہے۔ پہلے زمانے کے بزرگ یہ نماز باجماعت ادا کرتے تھے اور اس کے لیے جمع ہوتے تھے اس کی فضیلت زیادہ اور ثواب بے شمار ہے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

’’مجھ سے تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان فرمایا کہ جو شخص شبِ برأت کی رات یہ نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر بار (نظرِ) رحمت فرماتا ہے اور ہر نظر کے بدلے اس کی ستر حاجات پوری کرتا ہے۔ سب سے کم درجے کی حاجت مغفرت ہے۔‘‘ (عبد القادر الجیلانی، غنیۃ الطالبین/ ۴۵۰)

شبِ برأت کا پیغام

شبِ برأت کو جب رحمت الٰہی کا سمندر طغیانی پہ ہو تو ہمیں بھی خلوص دل سے توبہ و استغفار کرنا چاہیے مگر یہ کس قدر بدقسمتی کی بات ہے کہ شبِ برأت کی اس قدر فضیلت و اہمیت اور برکت وسعادت کے باوجود ہم یہ مقدس رات بھی توہمات اور فضول ہندوانہ رسومات کی نذر کر دیتے ہیں اور اس رات میں بھی افراط و تفریط کا شکار ہو کر اسے کھیل کود اور آتش بازی میں گزار دیتے ہیں۔ من حیث القوم آج ہم جس ذلت و رسوائی، بے حسی، بدامنی، خوف و دہشت گردی اور بے برکتی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس سے چھٹکارے اور نجات کی فقط ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ ساری قوم اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مغفرت طلب کرے اور اس رات کو شبِ عبادت، شبِ توبہ اور شبِ دعا کے طور پر منائے۔

قیام اللیل اور روزوں کی کثرت ہی ہمارے دل کی زمین پر اُگی اُن خود رَو جھاڑیوں کو اکھاڑ سکے گی جو پورا سال دنیاوی معاملات میں غرق رہنے کی وجہ سے حسد، بغض، لالچ، نفرت، تکبر، خودغرضی، ناشکری اور بے صبری کی شکل میں موجود رہتی ہیں۔ اسی صورت ہمارے دل کے اندر ماہ رمضان کی برکتوں اور سعادتوں کو سمیٹنے کے لیے قبولیت اور انجذاب کا مادہ پیدا ہوگا۔

لہٰذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ماہ شعبان المعظم، عظیم ماہ رمضان المبارک کا ابتدائیہ اور مقدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مبارک کے اندر محنت و مجاہدہ اور ریاضت کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم ’’اَلصَّوْمُ لِي وَاَنَا اَجْزِي بِهٖ‘‘ کے فیض سے صحیح معنوں میں اپنے قلوب و اَرواح کو منور کر سکیں اور اِن مقدس اور سعید راتوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہمیں دنیوی و اُخروی فوز وفلاح سے مستفید فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اختلاف انسانی فطرت کا خاصہ اور کائنات کا حُسن ہے

مسلمانوں کے جملہ مسالک میں بنیادی عقائد کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں

مسلک کے جابرانہ غلبے کی خواہش سے مذہبی انتہا پسندی نے جنم لیا

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

انفرادی اور اجتماعی سطح پر معاشرے کے کسی بھی فرد، گروہ یا مکتبِ فکر سے ان کے افکار و نظریات اور کردار کی بنیاد پر عدمِ یکسانیت کے اظہار کو اختلاف کہتے ہیں۔ اختلاف، انسانی فطرت کا خاصہ اور کائنات کا تنوع ہے۔ کائنات کی ہر چیز میں ہمیں اختلاف دیکھنے کو ملتا ہے اور یہی اختلاف درحقیقت کائنات کا اصل حسن ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کائنات کی تمام اشیاء میں اختلاف ہونے کے باوجود باہمی مخالفت نہیں ہے۔ کائنات اور تمام مخلوقات کے درمیان یہ اختلاف اور فرق مشیت ایزدی کے عین مطابق ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ اٰیٰـتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِـلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ.

”اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق (بھی) ہے اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف (بھی) ہے، بے شک اس میں اہلِ علم (و تحقیق) کے لیے نشانیاں ہیں“۔ (الروم:۲۲)

لیکن اس فطری اختلاف کے باوجود قرآنِ حکیم مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ فرقوں میں بٹنے کی بجائے باہم متحد رہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا ج وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْهَا ط کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللهُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَهْتَدُوْنَ. (آل عمران:۱۰۳)

”اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو، اور اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہوگئے، اور تم (دوزخ کی) آگ کے گڑھے کے کنارے پر (پہنچ چکے) تھے پھر اس نے تمہیں اس گڑھے سے بچا لیا، یوں ہی اللہ تمہارے لیے اپنی نشانیاں کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پا جاؤ“۔

اختلافِ رائے کا فلسفہ

اختلاف رائے جیسے موضوع پر بات کرنا ایک مشکل ترین عمل ہے کیوں کہ اختلاف کے اندر تنازعات پیدا ہونے کی گنجائش باقی ہوتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اتحاد کے فلسفے کو کیسے سمجھا جا سکتا ہے؟ کیا اتحاد سے مراد سب انسانوں کا یکساں سوچنا اور مشترک اعمال سر انجام دینا ہے؟ یا اس سے مراد یہ ہے کہ تمام مسلمان اپنے درمیان پائے جانے والے مختلف اختلافات کے باوجود خود کو ایک کمیونٹی تصور کریں؟

اس مسئلہ کے حل کے لیے ضروری ہے کہ اختلافِ رائے کو تسلیم کیا جائے کیوں کہ اختلافِ رائے انسانی زندگی کا حصہ ہے اور اس سے مسائل اور تنازعات تب جنم لیتے ہیں جب ہم ایک

دوسرے کے اختلافات کو قبول نہیں کرتے اور یہی رویہ ہے جو ہمیں اختلاف کی طرف نہیں بلکہ باہمی کشمکش کی طرف لے جاتا ہے۔

امت کا اختلاف اس وقت تک رحمت ہے جب تک یہ علمی حلقوں اور علماء کے دائروں میں محدود رہے لیکن جب یہ اختلاف علمی اجتہاد و ارتقاء کی بجائے، سیاسی مقاصد، منفعت براری اور حصولِ جاہ و منزلت کے لئے استعمال ہونے لگے تو پھر یہ اختلاف باعثِ رحمت و ثواب نہیں بلکہ باعث زحمت و عذاب بن جاتا ہے، جس کے نتیجے میں امتِ مسلمہ کی وحدت پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ ہر شخص کوچہ و بازار میں اختلافی مسائل کو ہوا دینے لگتا ہے اور فروعات میں الجھ کر ہمہ وقت ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو کر مرنے مارنے پر اتر آتا ہے۔ اس ماحول میں اختلافات دشمنی کا روپ دھار لیتے ہیں اور مسلمان مسلمان کے خون کا پیاسا بن جاتا ہے۔ باہمی محبت و مودت کے تمام رشتے ٹوٹ جاتے ہیں اور مسلمان ہو کر بھی ایک دوسرے کو کافروں سے بدتر سمجھنے لگتے ہیں۔

اختلاف سے متعلق مسلم علماء وفقہاء کا رویہ بنیادی و ثانوی معاملات (اصول وفروع) کے حوالے سے انتہائی محتاط تھا۔ ثانوی یعنی فروعی مسائل اور معاملات کے حوالے سے اختلاف کو تسلیم کیا جاتا تھا جب کہ دین کے بنیادی مآخذ اور اُصول میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا تھا

تاریخِ اسلامی میں ابتداء سے ہی مسلمانوں کو تنوّع (diversity) کا سامنا رہا ہے۔ اگر قرآن مجید کی تفسیر کو دیکھا جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ ہر آیتِ مبارکہ میں معنوی اعتبار سے آراء کی ایک وسیع گنجائش موجود ہے۔ یہی معاملہ قانون اور مذہب کی امہات الکتب کا بھی ہے۔ ہمیں قرونِ اولیٰ و وسطیٰ کے علماء اور فقہاء کے مابین کئی مسائل پر اختلافِ رائے کی مثالیں ملتی ہیں لیکن ان میں اختلافات کبھی تنازعہ کا باعث نہیں بنے۔ اگر ایسا ہوتا تو مسلم کمیونٹی کبھی آگے نہ بڑھ سکتی۔ مسلم علماء وفقہاء نے ان اختلافات پر ردعمل کے طور پر اکثر نرمی اور بسا اوقات سختی والا رویہ بھی اختیار کیا لیکن کبھی ایسا نہ ہوا تھا کہ انہوں نے ایک دوسرے کو بدعتی اور مرتد قرار دیا ہو۔ عظیم علماء اور فقہائے اسلام نے حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کے اسوہ کی روشنی میں باہمی اختلافات ہونے کے باوجود احترامِ رائے کا ایک معیار مقرر کیا ہے۔

حضرت ابوجعفر ؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب ؓ نے اصحابِ شوریٰ سے ارشاد فرمایا:

تشاوروا في أمركم؛ فإن كان اثنان واثنان فارجعوا في الشورى، وإن كان أربعة واثنان فخذوا صنف الأكثر. (ابن سعد، الطبقات الكبرى، ۳: ۶۱)

’’اپنے امور میں باہمی مشورہ کیا کرو۔ اگر کسی مسئلہ پر تمہاری رائے دو اور دو میں مساوی تقسیم ہو جائے تو پھر اسے شوریٰ میں لے جاؤ۔ اگر رائے کی تقسیم چار اور دو میں ہوجائے تو اکثریتی رائے کو اپنالو‘‘۔

آپ کا یہ عمل اختلافِ رائے کو تسلیم کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عبد الحکم بیان کرتے ہیں کہ حضرت مالک بن انس ؒ سے ہارون الرشید نے تین باتوں میں مشاورت لی۔ ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ مؤطا کو کعبہ معظّمہ کی دیوار پر لٹکا دیں تاکہ احادیث مبارکہ کی صورت میں جو کچھ اس میں موجود ہے، لوگ اس سے استفادہ کریں اور رہنمائی حاصل کریں۔

اس پر حضرت مالک بن انس ؒ کا جواب یہ تھا:

اے امیر المومنین! (جہاں تک) مؤطا کو کعبہ پر لٹکانے کی بات ہے (تو یہ بات ذہن میں رہے کہ) رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا فروعی مسائل میں اختلاف رہا اور وہ دنیا کے اطراف و اکناف میں پھیل گئے (جہاں ان کے پیروکار بھی ہیں)۔ ان میں سے ہر ایک (سنت نبوی پر عامل ہونے کے سبب) اپنے تئیں درست ہے۔ (لہٰذا مؤطا پر اجماع محال ہوگا۔) (أبو نعیم، حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء، ۶: ۳۳۲)

آپ ؒ کے اس رویے سے معلوم ہوا کہ فقہاء نہ صرف اختلاف رائے کی حقیقت کو تسلیم کرتے تھے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتے تھے تا کہ مثبت اجتہادی رویے پروان

چڑھیں۔ اختلاف سے متعلق مسلم علماء و فقہاء کا رویہ بنیادی معاملات اور ثانوی معاملات (اصول و فروع) کے حوالے سے انتہائی محتاط تھا۔ ثانوی یعنی فروعی مسائل اور معاملات کے حوالے سے اختلاف کو تسلیم کیا جاتا تھا، جب کہ دین کے بنیادی ماخذ اور اُصول میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اس حوالے سے کبھی مکمل اتفاق رائے نہیں رہا کہ ان بنیادی اصولوں کو کس طرح بیان کیا جائے۔ یعنی تمام اسلامی فرقوں کے درمیان بنیادی و اعتقادی قدریں سب مشترک رہی ہیں اور اختلاف صرف فروعی حد تک ہوتا تھا۔ کیوں کہ عقیدہ ہر انسان بالخصوص مسلمان کے تمام اعمال کی اساس ہوتا ہے۔ اس میں بگاڑ یا اختلاف واقع ہو جائے تو اس کے اثرات پوری زندگی کے افعال و اعمال پر مترتب ہوتے ہیں۔

بحمداللہ مسلمانوں کے تمام مسالک اور مکاتبِ فکر میں عقائد کے بارے میں کوئی بنیادی اختلاف موجود نہیں ہے البتہ فروعی اختلافات صرف جزئیات اور تفصیلات کی حد تک ہیں جن کی نوعیت تعبیری اور تشریحی ہے۔ اس لئے تبلیغی امور میں بنیادی عقائد کے دائرہ کو چھوڑ کر محض فروعات و جزئیات میں الجھ جانا اور ان کی بنیاد پر دوسرے مسلک کو تنقید و تفسیق کا نشانہ بنانا کسی طرح دانشمندی اور قرینِ انصاف نہیں۔

اس فروعی تقسیم اور بعض اوقات شدید ردعمل کے باوجود بھی مسلم دنیا کا اتحاد غیر معمولی رہا ہے۔ خراسان کا ایک مسلم بآسانی اندلس اور اس کے گرد و نواع میں سفر کر سکتا تھا، نماز ادا کر سکتا تھا، کھا، پی سکتا تھا۔ اسلام ہرگز مختلف فرقوں میں تقسیم نہیں ہے جن کے الگ الگ مذہبی نظریات ہوں۔ مسلمانوں کے درمیان ایک بڑی تقسیم شیعہ اور سنی کی ہے جو عقیدے سے زیادہ سیاسی نوعیت کی ہے۔ تاہم کم و بیش تمام مسلمانوں میں

عظیم علماء اور فقہائے اسلام نے حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ کے اسوہ کی روشنی میں باہمی اختلافات ہونے کے باوجود احترامِ رائے کا ایک معیار مقرر کیا ہے

محض فروعات و جزئیات میں الجھ جانا اور ان کی بنیاد پر دوسرے مسلک کو تنقید و تفسیق کا نشانہ بنانا کسی طرح دانشمندی اور قرینِ انصاف نہیں

بنیادی قدریں مشترک ہیں۔

اگرچہ قدیم علماء کے درمیان بہت زیادہ اختلافات اور علمی مناظرے اور مباحث ہوتی تھیں لیکن اس کے باوجود مسلم دنیا علم و معرفت اور ثقافتی و تکنیکی ترقیوں کا عظیم مینار رہی ہے۔ ان میں موجود اختلافات، افتراق و انتشار پھیلانے کا باعث نہیں بنے تھے۔ جب کہ آج صورتِ حال اس کے برعکس ہے۔ امتِ مسلمہ من حیث الکل باہمی افتراق و انتشار کا شکار ہے جس کی بنیادی وجہ انتہا پسندی اور اختلافِ رائے کا احترام نہ کرنا ہے۔ ہر شخص اور مکتبہ فکر خود کو درست ثابت کرنے کے لیے دوسرے کو غلط کہہ کر کافر و مشرک اور بدعتی قرار دے رہا ہے۔

ہمارے ہاں انتہا پسندی کے سفر کی ابتداء یہ تھی کہ دوسرے مسالک کے لوگوں کو کافر و مشرک قرار دیا جائے۔ پھر اپنے مسلک کے جابرانہ غلبے کی خواہش نے انہیں اسلام کے اجتماعی مفاد اور تحفظ سے یکسر غافل کر دیا۔ وہ اپنے مسلک اور عقائد کے غلبے کو ہی اسلام کے غلبے سے تعبیر کرنے لگے اور اس کی راہ میں حائل ہونے والے ہر عقیدے اور مسلک کو فتویٰ کی مشینوں اور اسلحہ کے زور سے ختم کرنے میں لگ گئے۔ یہی سوچ اور عمل بڑھتے بڑھتے دہشت گردی پر جا کر منتج ہوا۔ طرزِ فکر و عمل وہی تھا، مگر نئے حالات میں سمت اور اَہداف بدل گئے۔ اس وقت مفسدین کی مسلح آویزش، انتہا پسندی اور دہشت گردی نے اسلام کے تحفظ اور ملتِ اسلامیہ کی سلامتی کو معرضِ خطر میں ڈال دیا ہے۔

مذکورہ بالا صورتِ حال کے نتیجے میں امتِ مسلمہ کو اقوامِ عالم میں وہ مقام اور مرتبہ حاصل نہیں رہا جو مسلمانوں کے شاندار ماضی میں امت کو نصیب تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باہمی اختلاف و نزاع اور تفرقہ پروری کے نتیجے میں قوموں کا

وقار مجروح اور رعب و دبدبہ ختم ہو جاتا ہے اور دشمنوں کی نظر میں ان کی حیثیت بالکل گر جاتی ہے۔

جسدِ ملت میں فرقہ پرستی اور تفرقہ پروری کا زہر اس حد تک سرایت کر چکا ہے کہ نہ صرف اس کے خطرناک مضمرات کا کماحقہ احساس و ادراک ہر شخص کے لئے ضروری ہے بلکہ اس کے تدارک اور ازالے کے لئے موثر منصوبہ بندی کی بھی اشد ضرورت ہے۔ ہمارے گرد و پیش تیزی سے جو حالات رونما ہو رہے ہیں،انکی نزاکت اور سنگینی اس امر کی متقاضی ہے کہ ہم نوشتہ دیوار پڑھیں اور اپنے درمیان سے نفرت، بغض، نفاق اور انتشار و افتراق کا قلع قمع کرکے باہمی محبت و مودّت، اخوت و یگانگت، یک جہتی اور اتحاد بین المسلمین کو فروغ دینے کی ہر ممکن سعی کریں کہ اسی میں ہماری بقاء اور فلاح ونجات مضمر ہے۔

حاصلِ کلام

مذکورہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ اختلاف، انسانی زندگی کا حصہ ہے اگر اس اختلاف کو افرادِ معاشرہ خندہ پیشانی سے تسلیم کریں اور دوسروں پر اپنی مرضی مسلط کرنے کی بجائے ان کی رائے کا احترام کریں تو اس عمل سے سوچ اور عمل کی نئی راہیں کھلتی ہیں اور دوسروں کو برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔ اس صورت میں اختلاف باعثِ رحمت رہتا ہے۔ اس کے برعکس اگر اسی اختلاف کو عقیدے کا مسئلہ بنا کر خود کو حق پر سمجھتے ہوئے دوسروں کو کافر ومشرک اور بدعتی سمجھا جانے لگے تو ایسی صورتِ حال انتشار، افتراق اور بدامنی کو جنم دیتی ہے اور یہ اختلاف باعثِ زحمت ثابت ہوتا ہے، لہٰذا آج ضرورت اس امر کی ہے کہ امتِ مسلمہ باہمی تفرقہ اور انتشار کا شکار رہنے کی بجائے اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرے اور ایک دوسرے کے اختلافات کو مخالفت اور تنازعات میں نہ بدلے بلکہ اختلافِ رائے کا احترام کرتے ہوئے دینِ اسلام کے فروغ کے لیے اپنی کاوشوں کو صرف کرے۔ اس حوالے سے مسلمانوں کے لیے اسلامی تاریخ کے قرونِ اولیٰ و وسطیٰ میں ایک قابلِ تقلید نمونہ موجود ہے۔

❁❁❁❁❁

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم محمد اصغرعلی (نائب قاصد تنظیمات نوشہرہ ورکاں) کے والدمحترم، محترم چوہدری محمد یونس جماعتی (ناظم ممبرشپ تحریک PP-139 لاہور) کی خالہ، محترم مقصود احمد انجم (جھنگ) کے بڑے بھائی محترم محبوب احمد، محترم محمد خالد رمضان (رسول پور تارڑ) کے بھائی، محترم علامہ عبدالحمید قمر (پھالیہ) کے والد، محترم حاجی فیض رسول قمر (صفدر آباد) کے کزن، محترم محمد عابد (بدوملہی) کی ساس، محترم علامہ حسن محمد قادری (کوٹ رادھا کشن)، محترم عبدالمجید بٹ (علی پور چٹھہ) کی پھوپھی، محترم محمد اعظم صدیقی (گوجرانوالہ) کی والدہ، محترم پیر اصغرعلی شاہ (گوجرانوالہ) کی والدہ، محترم محمد سلیم قادری (کامونکی) کے سسر، محترم علامہ منیر احمد شہباز (مدرس جامع نوریہ رضویہ فیصل آباد)، محترم بابر شہزاد سیفی (راہوالی)، محترم محمد اشفاق بٹ (وزیرآباد)، محترم میاں علی اظہر قادری (جلال پور بھٹیاں) کے والد، محترم ماسٹر عبدالرزاق گوندل (حافظ آباد)، محترم محمد مطلوب جٹ (پی پی 200) کی والدہ، محترم ماسٹر طالب حسین گجر (پی پی 202) کے والد، محترم ماسٹر محمد رفیق (چیچہ وطنی) کے بھائی، محترم صابر علی علوی (سانگلہ ہل) کی والدہ، محترم ڈاکٹر رفیق احمد یاسر (پاکپتن شریف) کے نانا اور محترم محمد عظیم مصطفوی (سیکرٹری جنرل PAT گوجرہ) کے والدمحترم قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت وبخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجرعظیم عطا فرمائے۔ آمین

اس دور میں تعلیم ہے امراضِ ملت کی دوا۔۔۔ ہے خونِ فاسد کیلئے تعلیم مثلِ نیشتر

نوجوان نسل کی تربیت فکرِ اقبال کی روشنی میں

منشور کمیٹی نے تجویز کیا کہ ریاست کی آئیڈیالوجی فکرِ اقبال ہوگی

ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

اکیسویں صدی میں ہم نے اپنی نوجوان نسل کی علمی و فکری اور نظریاتی تربیت کس طرح کرنی ہے؟ اس حوالے سے علامہ محمد اقبالؒ کی فکر اور سوچ بہت اہم ہے اور اس میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ اس قوم کی تعمیر کا راستہ صرف اقبال ہی کا راستہ ہے۔ ہمارے پاس تعمیرِ زندگی، حالات کو سمجھنے اور بطورِ تہذیب اپنے آپ کو آگے لے کر چلنے کی فکرِ اقبال کے علاوہ کوئی ایسی سبیل موجود نہیں ہے جہاں ہمیں ہمارے سوالات کا جواب ملتا ہو اور مسائل کا ایک قابلِ فہم حل میسر آسکے۔ یہ کہنا بے جا اور مبالغہ نہیں ہوگا کہ اگر ہم اقبال کو نظر انداز کرکے آگے بڑھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم تہذیبی، سیاسی اور ملّی طور پر آج سے ڈیڑھ دو سو سال پیچھے رہ کر سوچ رہے ہیں۔ اگر ہم اقبال کو ردّ کرکے مستقبل میں قدم رکھتے ہیں تو ہم بہت ہی فکری پسماندگی کے ساتھ قدم رکھ رہے ہوں گے۔

اگر ہم واقعی یہ چاہتے ہیں کہ آنے والے دور یعنی مستقبل میں ہمارا کوئی بامعنی و بامقصد کردار ہو تو ہمیں نسلِ نو کی تربیت کے ذریعے نسلِ نو کے شعور میں ایک بنیادی تبدیلی پیدا کرنی ہے۔ وہ تبدیلی یہ ہے کہ ہم نے انہیں مقصدیت سے آشنا کرنا ہے اور انہیں ان کے منصب کا احساس دلانا ہے۔ جب تک ہم یہ نہیں کرلیتے اس وقت تک ہمارا مقصد پورا نہیں ہوگا اور ہم جو کچھ بھی کرتے چلے جائیں وہ سارے کا سارا Cosmetics اور Ritual کی حد تک رہ جائے گا، اس سے کوئی واضح تاثیر نہیں ہوگی۔

جب ہم یہ بات کرتے ہیں کہ ہم نے نسلِ نو کے اندر ایک مقصدیت پیدا کرنی ہے اور انہیں ان کے منصب سے آشنا کرنا ہے تو یہ امر ذہن میں رہے کہ پاکستان کا قیام جس مقصد کے لیے ہوا ہے اور ہمارے بانیان کے پیشِ نظر جو بڑا مقصد تھا، نسلِ نو کے شعور میں اسی مقصد کا احساس پیدا کرنا ہے۔ اگر ہم اس مقصد کے حصول کا احساس اجاگر کرنے میں کامیاب ہوگئے تو پھر یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہم منزل کی طرف چل پڑے ہیں۔

قیامِ پاکستان کا مقصد

پاکستان کا قیام کس مقصد کے لیے ہوا؟ بہت سارے حوالے ہیں جو یہاں بیان کیے جاسکتے ہیں مگر میں یہاں صرف ایک حوالہ دینا چاہوں گا۔ جب قرار دادِ پاکستان منظور ہوگئی اور برصغیر کی مسلمان سیاسی قیادت نے اپنی منزل کا تعین کرکے آگے بڑھنے کا فیصلہ کرلیا تو 1942-43ء میں قائداعظم نے ایک کمیٹی قائم کی جس کے ذمے یہ کام تھا کہ وہ اس منشور (Manifesto) کے خدوخال کو طے کرے جس کے تحت آنے والی ریاست نے وجود میں آنا ہے۔ جب اس کمیٹی نے وہ Manifesto تشکیل دیا تو اس میں بہت سی باتیں تھیں جس میں سے ایک بات یہ تھی کہ مستقبل میں اس ریاست کا نظریاتی تشخص کیا ہوگا؟ اس کی Ideology کیا ہوگی؟ بعد ازاں علامہ راغب الاحسن کی سربراہی میں قائم کمیٹی نے ساٹھ صفحات

☆ ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی لاہور

پر مشتمل اس Manifesto کا ایک خلاصہ تیار کیا تھا جو لیاقت علی خان کو پیش کیا گیا تاکہ وہ اس منشور کے بارے میں قائداعظم کو بریف کرسکیں۔ اس منشور (Manifesto) میں نظریہ (Ideology) کا فیصلہ کرتے ہوئے یہ کہا گیا کہ

’’اس ریاست کی Ideology فکرِ اقبال ہوگی۔ جس کے مطابق ہم نے Social Justice یعنی سماجی انصاف کو اس نوزائیدہ ریاست کے اندر یقینی (Ensure) بنانا ہے‘‘۔

اگر ہم نے واقعی اقبال کی فکر کو کسی حقیقت میں بدلنا ہے تو ہمیں کسی ادارے، کسی حکومتی سرپرستی اور حکومتی اقدام کا انتظار کیے بغیر اپنی نسلِ نو کے اندر ایک منظّم (Systematic) طریقے سے وہ شعور اور احساس پیدا کرنا ہے جس کے ذریعے اسے اپنے منصب سے آگہی ہو، وہ اپنی عظمت اور زندگی کی مقصدیت سے آشنا ہو اور اس مقصد کے لیے جینا شروع کرے۔ جب اسے مقصد کا شعور ملے گا تو راستہ کی طلب اور پیاس بھی پیدا ہوجائے گی اور جب پیاس پیدا ہو تو پھر اس پیاس کا حل بھی نکل آتا ہے۔ لیکن اگر اس کے بغیر ہم کوئی فکری غذا دینے کی کوشش کریں گے تو ظاہر ہے کہ وہ ان کا جزوِ بدن نہیں بنے گی۔

علامہ محمد اقبالؒ کی فکر، شاعری اور آپ کی نثر اتنی جامع ہے کہ اس کے اندر ہمیں نہ صرف نوجوان نسل کی مجموعی تربیت بلکہ نوجوان نسل کے لیے تعلیمی نظام کو سدھارنے اور تعلیمی نظام کو بہتر کرنے کے سارے پہلوؤں کا احاطہ ملتا ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ مروّجہ تعلیمی نظام کی خرابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ؔ مرشد کی یہ تعلیم تھی اے مسلم شوریدہ سر
لازم ہے رہرو کے لیے دنیا میں سامانِ سفر
شیدائی غائب نہ رہ، دیوانۂ موجود ہو
غالب ہے اب اقوام پر معبودِ حاضر کا اثر
اس دور میں تعلیم ہے امراضِ ملت کی دوا
ہے خونِ فاسد کے لیے تعلیم مثلِ نیشتر

علامہ یہ کہہ رہے ہیں کہ مجھے اب بتایا جارہا ہے کہ تعلیم حاصل کرو تمام ملّی مسائل بھی حل ہوجائیں گے اور اجتماعی امراض بھی دور ہوجائیں گے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جس تعلیم کی مجھے بات بتائی جارہی ہے، وہ تعلیم معبودِ حاضر کی پوجا کی بات کرتی ہے اور جو معبودِ غائب یعنی ذاتِ حق ہے اور جو نظام مبنی بر وحی ہے، مجھے اس سے دور کرتی اور محسوسات میں قید کرتی ہے۔

افسوس! آج انسان نے یہ ’’بڑا کام‘‘ کیا ہے کہ جو زندگی کی معمولی ضرورتیں تھیں، ان کو زندگی کا بڑا حصہ دے دیا ہے اور جو زندگی کی اصل اور بڑی ضرورت تھی، اس کو زندگی کے چند لمحے بھی نہیں دیئے۔ یہی وجہ ہے کہ پھر ایسے تعلیمی نظام ہی سامنے آتے ہیں جیسے ہمارے ہاں رائج ہیں۔ موجودہ تعلیمی نظام پر چلنے کے اثرات کیا ہوتے ہیں؟ بقولِ اقبال:

لیکن نگاہ نکتہ بیں دیکھے زبوں بختی مری
’’رفتم کہ خار از پاکشم، محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ را ہم دور شد‘‘

یعنی یہ تعلیمی نظام تو میں نے اپنالیا اور اپنی مشکلات کو حل کرنے کے لیے تھوڑی دیر رک گیا کہ اپنے پاؤں سے کانٹا نکال لوں۔۔۔ کانٹا پتہ نہیں نکلا کہ نہیں نکلا، لیکن جب میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ وہ قافلہ بہت دور جاچکا تھا جس کا میں حصہ تھا، اب شاید اس کی گرد بھی مجھے نظر نہیں آرہی۔ یعنی اس تعلیمی نظام نے ہماری زندگیوں کو ہماری بنیادی منزل اور بنیادی مقصد سے دور کردیا۔

علامہ محمد اقبال کی چار انقلابی تحریریں

سوال یہ ہے کہ نوجوان نسل کو فکرِ اقبال سے روشناس کرنے کے لیے بات شروع کہاں سے کرنی ہے؟ اس کا اہتمام کیسے کرنا ہے؟

اس کے لیے ہمیں اپنی نسلِ نو کے اندر ایک اجتماعی احساس پیدا کرنے کی تحریک شروع کرنی ہے جسے علامہ اجتماعی ’خودی‘ کہتے ہیں۔ اس کے لیے ابتدائی قدم یہ ہے کہ تعلیمی اداروں، اساتذہ کی تربیت کی ورکشاپس اور میڈیا کے ذریعے معاشرے میں علامہ محمد اقبالؒ کی درج ذیل چار تحریریں نوجوان نسل کے اندر عام کرنے کی کوشش کریں:

۱۔ علامہ محمد اقبالؒ کا خطبۂ الٰہ آباد
۲۔ ’’ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر‘‘
Sociological View of Muslim Community

۳۔ اسلام اور وطنیت

۴۔ جاوید نامہ کی آخری نظم ’’خطاب بہ جاوید‘‘

جب تک کہ ہم علامہ محمد اقبالؒ کے پیغام کو لوگوں کے شعور کا حصہ نہیں بنائیں گے، لوگوں کے لیے ضرورت کے طور پر پیش نہیں کریں گے، لوگوں کو ان کے مسائل کے حل کی جگہ کی نشاندہی نہیں کریں گے، اس وقت تک ہم مقصدیت سے ناآشنا رہیں گے۔

۱۔ خطبہ الٰہ آباد کا مطالعہ کیوں ضروری ہے؟

اگر میں ایک جملے میں اس کا تعارف عرض کروں تو وہ یہ ہے کہ پاکستان کا قیام جس بنیادی تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے وجود میں آیا، وہ ’لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ‘ ہے اور اگر آپ اس کلمہ طیبہ کی سیاسی تعبیر کسی تحریر میں دیکھنا چاہتے ہیں تو وہ آپ کو خطبہ الٰہ آباد میں ملے گی۔ خطبہ الٰہ آباد کی تین حیثیتیں ہیں:

۱۔ اس کا پہلا حصہ وہ ہے جس میں علامہ نے اس دور کے مسائل کو بیان کیا، جو اس وقت ان کے سامنے تھے۔

۲۔ اس کا دوسرا حصہ وہ ہے جس میں علامہ نے اُن مسائل کا حل پیش کیا اور یہ حصہ قیامِ پاکستان تک Relevant رہا۔

۳۔ اس کا تیسرا حصہ ہماری تہذیب سے متعلق ہے۔ یہ حصہ وہ ہے جس کو بیان کرنے سے پہلے علامہ نے یہ کہہ دیا:

میری باتوں کو کسی جماعت کے رہنما، یا کسی رہنما کے کارکن کے طور پر نہ سنئے گا بلکہ میں تم سے یہ باتیں ملتِ اسلامیہ کے مافی الضمیر کے اظہار کے طور پر کررہا ہوں۔ اسلام ایک تقدیر ہے اور اس کا فیصلہ کسی اور طاقت کے ہاتھ میں نہیں دیا جاسکتا۔ اس طرح کرنا ایک موت ہے اور ہم یہ قبول نہیں کرسکتے۔

یہ خطبہ الٰہ آباد ہماری قومی اور ملی زندگی کے ساتھ اتنا Relevant ہے کہ کاش ہم اس کا کوئی شعور دے سکتے۔ افسوس کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پورے نصاب میں کہیں ہمیں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔

۲۔ مسلم سوسائٹی بطور سوسائٹی کیا ہے؟

اپنی دوسری تحریر ’’ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر‘‘ میں علامہ محمد اقبال بتاتے ہیں کہ اسلامی سوسائٹی کے Constitutions کیا ہیں؟ اسلامی سوسائٹی بنتی کیسے ہے؟

۳۔ اسلام اور وطنیت

علامہ محمد اقبالؒ کی تیسری تحریر ’’اسلام اور وطنیت‘‘ ہے۔ جس میں علامہ فرماتے ہیں کہ مقامِ محمد عربی ﷺ کیا ہے؟ مقام محمد عربی ﷺ یہ ہے وہ کام جو انسانیت صدیوں نہ کرسکی، ایک ہستی نے 23 سال کے عرصے میں کرکے دکھادیا۔ وہ کام یہ ہے کہ ہم نے ایک ایسا معاشرہ بنانا ہے جو رنگ ونسل کا پجاری نہ ہو، جو علاقے اور زبان کی قید میں نہ ہو، جو نسلِ انسانیت کے احترام پر استوار ہو اور ایسا معاشرہ صرف اسلام قائم کرسکتا ہے۔ حضور ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع ایسے معاشرے کے بیان کی خوبصورت مثال ہے۔

افسوس! ہم کن بتوں میں پڑے ہوئے ہیں جن بتوں نے پاکستان بننے کے بعد ہمارے وجود کو دولخت کیا اور آج تک وہی صورتحال چلی آرہی ہے۔ ہم ایک بت کو ختم کرتے ہیں تو وہ اور بچے دے دیتا ہے۔

اگر ہم علامہ محمد اقبالؒ کی تحریروں کو نسلِ نو کے سامنے واضح کردیں تو ان کے شعور کے اندر ایک بہت بڑی تبدیلی آسکتی ہے۔

۴۔ خطاب بہ جاوید

علامہ محمد اقبالؒ کی چوتھی تحریر جس کا مطالعہ نسلِ نو کی تربیت میں اہم کردار ادا کرسکتا ہے، وہ ’خطاب بہ جاوید‘ ہے یعنی نئی نسل سے کچھ باتیں۔ نوجوانوں کے لیے یہ پورا پروٹوکول آف لائف ہے۔ آج کے جوان کو کیسا ہونا چاہئے؟ علامہ اس میں ایک ایک بات بتا رہے ہیں کہ ان میں رزقِ حلال ہونا چاہئے، ان میں صدقِ مقال ہونا چاہئے، ان میں شرم وحیا ہونی چاہئے، ذکر اور فکر کی کثرت ہونی چاہئے:

حفظ جاں ہا ذکر و فکر بے حساب
حفظ تن ہا ضبطِ نفس اندر شباب

علامہ محمد اقبالؒ ایک ایک بات کو اتنے موثر انداز میں یہاں بیان کرتے ہیں کہ آپ کو لگے گا کہ اقبال بات نہیں کررہا بلکہ رومی بات کررہا ہے، سعدی اور ثنائی بول رہا ہے، کوئی ہمارے دورِ اوّل کا عطار بول رہا ہے۔ علامہ کے لہجے کے درد وسوز کا عالم یہ ہے کہ جب اس نظم کو ختم کرتے ہیں تو فرماتے ہیں:

سرِّ دینِ مصطفیٰ گویم ترا   ہم بقبر اندر دعا گویم ترا!

اے نوجواں مسلم! میں نے زندگی بھر یہ کیا کہ تمہیں یہ سمجھا سکوں کہ دین کا مطلب کیا ہے؟ اور تیرے ساتھ میری محبت کا عالم یہ ہے کہ میں قبر میں جا کر بھی تیرے لیے دعائیں کرتا رہوں گا۔

اقبال زمین کے نیچے جا کر بھی اس امت کے نوجوان کو یاد رکھنا چاہتا ہے۔ لہذا اے نوجوانوں! تم اسے مت بھولو جو قبر میں بھی جا کر تمہارے لیے دل سوزی رکھتا ہے۔ اقبال کو تھوڑا سا وقت تو دے دو، تھوڑا سا اس کی فکر کو سمجھ لو، تمہاری اقبال مندی لوٹ آئے گی۔

'خطاب بہ جاوید' میں علامہ محمد اقبالؒ نے تقویٰ کو سمجھانے کے لیے ایک مثال دی ہے کہ سلطان محمود بیگڑہ ہندوستان کی ایک ریاست کا حکمران تھا۔ جیسا کہ ہر بڑے راجے، مہاراجے اور شہزادے کا ایک شوق ہوتا ہے، اس کا شوق یہ تھا کہ وہ گھوڑے پالتا تھا اور اس کے پاس بڑے اعلیٰ نسل کے گھوڑے تھے۔ اس کا ایک گھوڑا جس پر وہ خود سواری کرتا تھا، بیمار ہوگیا۔ اس نے اس گھوڑے کا بڑا ہی علاج کروایا لیکن وہ ٹھیک نہیں ہوا۔ بالآخر ایک ایسا طبیب آیا جس نے چند دنوں میں گھوڑے کو صحت مند کر دیا۔ سلطان محمود کی خدمت میں وہ گھوڑا پیش کیا گیا کہ یہ ٹھیک ہوگیا ہے تو وہ بڑا خوش ہوا اور اس نے پوچھا کہ یہ گھوڑا ٹھیک کیسے ہوا؟ ہم نے تو بڑے بڑے طبیب اور بڑی بڑی دوائیں آزمائیں، سب بے اثر رہیں؟

طبیب نے کہا کہ میں نے اس کو ایک ایسی دوائی دی ہے جس میں شراب بھی تھی۔ سلطان نے جب یہ سنا کہ اِسے شراب سے تیار کردہ دوائی دی گئی ہے تو اس نے حکم دیا:

اب اس گھوڑے کو میرے اصطبل سے نکال دو۔ میں زندگی بھر اس گھوڑے پر نہیں بیٹھوں گا۔

علامہ کہتے ہیں کہ تقویٰ یہ ہوتا ہے۔

؎ اگرچہ پیرِ حرم وِردِ لا اِلٰہ دارد
کجا نگاہ کہ برندہ تر ز پولاد است

''پیرِ حرم کے پاس لا اِلٰہ ہے لیکن اس کے پاس وہ نگاہ نہیں ہے جو فولاد پر بھی پڑے تو فولاد پگھل جائے''۔

جب تک ہمارے کردار کے اندر اقبال کی فکر نہیں آئے گی، اس وقت تک ہم مقصد آشنا نہیں ہوسکتے۔ ہم نے نوجوان کے اندر اس کردار کی طاقت کو پیدا کرنا ہے۔ یعنی یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک مثالی نوجوان ہو لیکن خدا کے تصور اور ظاہری اور باطنی طہارت سے خالی ہو۔ اسی طرح علامہ کہتے ہیں کہ جب سچائی گفتگو میں ہو تو صدقِ مقال ہے اور جب سچائی عمل میں آئے تو رزقِ حلال ہے، اس کے بغیر کچھ بھی نہیں۔ رزقِ حلال اور صدقِ مقال سے بندۂ مومن کی جلوت و خلوت میں جان آتی ہے، جرأت آتی ہے اور حق گوئی آتی ہے۔ اسی لیے علامہ نے کہا:

؎ عزمِ ما را بہ یقیں پختہ ترک ساز کہ ما
اندر ایں معرکہ بے خیل و سپہ آمدہ ایم

''اے میرے اللہ! میں اپنے قافلے کو لے کر میدانِ عمل میں اتر گیا ہوں، میرے پاس کچھ نہیں، کوئی ہتھیار نہیں، تو یقین کی طاقت عطا کر''۔

اس کی مثال قیامِ پاکستان ہے کہ جب ہمارے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ یہ کردار کی طاقت تھی جس نے یہ کرامت کر دکھائی۔

ہمیں بہت ہی عملی انداز میں آگے چلنا ہے اور وہ عملی (Practical) انداز یہ ہے کہ ہم کم از کم علامہ محمد اقبالؒ کی منتخب تحریروں کو نوجوانوں میں لے کر جائیں، اس طرح شاید ہم وہ ذہن تیار کرنے کے قابل ہوجائیں جن کی ترجیح فکرِ اقبال ہو۔ ہمارے کرنے کا جو کام ہے وہ ہم کریں تو پھر اللہ تعالیٰ خود اس کے نتائج عطا فرمائے گا۔ اس لیے کہ اس کا فرمان ہے کہ تم مجھے بھولو گے تو میں تمہیں بھولوں گا اور اگر تم مجھے یاد رکھو گے تو میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ جب بندہ اس کے لیے سنجیدہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ پوری کائنات کو اس بندہ کے لیے سنجیدہ کر دیتا ہے۔

خدا آں ملّتے را سروری داد
کہ تقدیرش بدست خویش بنوشت
بہ آں ملّت سروکارے ندارد
کہ دہقانش برائے دیگراں کشت

''اللہ تعالیٰ اُس قوم کو سرداری عطا فرماتا ہے جو اپنی تقدیر اپنے ہاتھ سے لکھتی ہے اور اُس قوم سے کوئی سروکار نہیں رکھتا جس کے کسان دوسروں کے لیے کھیتی باڑی کرتے ہیں''۔

❁❁❁❁❁

”جہاد بالنفس جہادِ اکبر ہے“

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قیامِ امن کیلئے عالمگیر کاوشیں

اسلام اول تا آخر امن ،انسانیت کی فلاح اور بقاء کی تعلیمات پر مشتمل ھے

تحریر: محسن الحق بغدادی

نائن الیون کے سانحہ کے بعد دنیا بھر کی حکومتوں کو ایک نئے عالمی بیانیہ کے تحت اپنی امن پالیسی کو نئے خدوخال سے ہم آہنگ کرنا پڑا اور دنیا کو دہشتگردی و انتہا پسندی کے خاتمے کے ضمن میں نئی قانون سازی کے لیے سفارتی مہمات کا آغاز کرنا پڑا۔ نائن الیون کے بعد جنوبی ایشیاء میں بڑی بڑی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور اس ایک واقعہ نے ہر ملک کو ”امن امن“ کی آوازیں لگانے پر مجبور کر دیا۔ اس صورت حال میں ایک تحریک اور ایک شخصیت ایسی بھی تھی جس نے نائن الیون کے سانحہ سے بہت پہلے دنیا کے چپے چپے کا سفر کیا اور اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں امن کی اہمیت اجاگر کی۔ یہ تحریک، تحریکِ منہاج القرآن تھی اور شخصیت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تھی۔ نابغہ روزگار اور ویژنری شخصیات واقعات اور حادثات کے نتیجے میں اپنا لائحہ عمل نہیں بناتیں بلکہ وہ واقعات کے ظہور پذیر ہونے سے قبل خطرات کو بھانپ لیتی ہیں اور انسانیت کی ہر وقت رہنمائی کرتی ہیں۔

ذیل میں دہشت گردی کے خلاف اور قیام امن کے لیے شیخ الاسلام کی عالمگیر سطح پر کی جانے والی علمی و فکری کاوشوں کا ایک اجمالی جائزہ نذرِ قارئین ہے:

بین الاقوامی کانفرنس اوسلو (ناروے)

13 اگست 1999ء کو اوسلو میں بین الاقوامی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے دو ٹوک انداز میں اسلام کی ”امن فلاسفی“ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا:

”اسلام میں جس چیز کو قابلِ ذکر طور پر انتہائی اہمیت حاصل ہے وہ اوّل و آخر ابتدا تا انتہا سوائے امن کے اور کچھ نہیں۔ کوئی چیز جو امن کے خلاف، امن کے منافی، امن سے متصادم اور امن سے متضاد، ہو اس کا مطلقاً اسلامی تعلیمات سے کوئی سروکار نہیں۔ چاہے جو کوئی بھی ہو اگر اس کے مزاج اور کردار میں دہشت گردی یا انتہا پسندی کا مادہ ہے اور وہ انسانی، معاشرتی، عالمی امن کے لئے خطرے کا باعث ہے تو مطلق طور پر اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں اور وہ دین کا مخالف ہے۔“

بین المذاہب سیمینار (لندن)

بین المذاہب رواداری کے حوالے سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 18 اکتوبر 2007ء کو رامفورڈ روڈ لندن میں بین المذاہب سیمینار سے اپنے خصوصی خطاب میں بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے حوالے سے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا:

”اسلام وہ دین ہے جس میں ہر مذہب کا احترام اور ان کے مذہبی عقائد و شعار کی تقدیس کی جاتی ہے۔ اس لیے اسلام نہ صرف تمام مذاہب کی حقانیت کو تسلیم کرتا ہے بلکہ عملی طور پر ان مذاہب کے پیروکاروں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے احترام کا بھی درس دیتا ہے۔ اسلام تحمل و برداشت اور بین المذاہب ڈائیلاگ کو فروغ دینے کی تلقین کرتا ہے“۔

انٹرنیشنل کانفرنس (گلاسگو)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 27 جولائی 2005ء کو گلاسکو (UK) میں ایک عظیم الشان کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

’’دہشت گردی اور دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا، وہ نہ تو مسلمان ہیں اور نہ یہودی و عیسائی۔ وہ کسی مذہب پر یقین نہیں رکھتے۔ دہشت گردی مذہب سے بیگانہ ہے بلکہ یہ خود ایک مذہب، کلچر اور طرزِ عمل کی صورت اختیار کر چکی ہے اور آسمانی نازل شدہ مذاہب پر یقین نہیں رکھتی۔ قرآن مجید ان فتنہ پردازوں کو مسلمان تسلیم نہیں کرتا۔ وہ نسلِ انسانی کے دشمن ہیں۔ باوجود اپنے طریقے، مذہب معاشرے یا زبان کے انہیں مسلمان تصور نہیں کیا جاسکتا‘‘۔

اسلام میں انسانی حقوق سیمینار (مانچسٹر)

فرغانہ انسٹی ٹیوٹ مانچسٹر کے زیر اہتمام ’’Islam on Peace, Integration & Human Rights‘‘ کے حوالے سے بین الاقوامی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے بہت سی دیگر مثالوں کے علاوہ سیرت الرسول ﷺ کی روشنی میں اسلام کی اساس اور بنیاد کو واضح کیا۔ آپ نے فرمایا:

’’عرب معاشرہ تشدد، ظلم و وحشت اور سفاکی سے بھرپور معاشرہ تھا لیکن حضور نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو امن و سلامتی عام کرنے پر زور دیا‘‘۔

امریکن مسلم کونسل سے شیخ الاسلام کا خطاب

امریکن مسلم کونسل کے زیر اہتمام جنوری 2010ء میں ہوسٹن کے جنوب مغربی علاقے میں واقع ہلٹن ہوٹل میں ایک پروقار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مسلم، عیسائی، یہودی، ہندو، بدھ مت اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے مذہبی رہنماؤں اور ان کے پیروکاروں کی اکثریت نے خصوصی شرکت کی۔ اس تقریب میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو خصوصی طور پر مدعو کیا گیا۔ اس موقع پر آپ نے اسلام اور امن کے موضوع پر خصوصی گفتگو کرتے ہوئے کہا:

’’مذہب کے نام پر دہشت گردی کرانے والے یہ لوگ اسلام کے دشمن ہیں اور ان کا عظیم مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلامی تعلیمات اور روایات واضح طور پر انتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف ہیں اور ہمیں ان دہشت گردوں کا مکروہ چہرہ اور ان کے غلط افکار و نظریات سے عوام الناس کو محفوظ کرنے کے لئے جرأت مندانہ اقدامات کی ضرورت ہے‘‘۔

Warwick یونیورسٹی (برطانیہ) میں دہشت گردی کے خلاف سمر کیمپ

منہاج القرآن انٹرنیشنل برطانیہ کے زیر اہتمام 7 اگست 2010ء کو Warwick یونیورسٹی میں دہشت گردی کے خلاف پہلے سمر کیمپ کے انعقاد کا مقصد مسلم نوجوانوں کو انتہا پسندانہ افکار و نظریات سے بچانا اور روحانیت و اخلاقیات کو فروغ دینا تھا۔ مغربی میڈیا نے اس کیمپ کو برطانیہ میں دہشت گردی کے خلاف پہلا باقاعدہ کیمپ قرار دیا جو منہاج القرآن انٹرنیشنل کے پلیٹ فارم سے منعقد ہوا۔ اس کیمپ میں برطانیہ کے معروف ماہرین تعلیم، سیاستدان، حکومتی نمائندے، طلباء، مختلف صحافی اور سکالرز نے خصوصی شرکت کی۔ اس کیمپ سے خطاب کرتے ہوئے شیخ الاسلام نے فرمایا:

’’انتہا پسندی اور دہشت گردی بیمار دماغوں کی آئینہ دار ہے، ایسے لوگوں کو اپنے خیالات تبدیل کرنا ہوں گے اور اپنی سوچوں کو اسلامی تعلیمات کے حقیقی رخ سے روشناس کرانا ہوگا‘‘۔

گلوبل پیس اینڈ یونٹی کانفرنس 2011ء

گلوبل پیس اینڈ یونٹی کانفرنس 2010ء لندن کے ایکسل سنٹر میں 24 اکتوبر 2010ء کو منعقد ہوئی، جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مہمان خصوصی تھے۔ کانفرنس میں یوکے اور دنیا بھر سے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد سکالرز، طلبہ، تھنک ٹینکس اور ماہرین شریک تھے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اس موقع پر جہاد کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہا:

''قرآن مجید میں 35 مقامات پر جہاد کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے ارشادات کی رو سے جہاد کے 5 مراحل ہیں، جن میں روحانی، علمی، معاشرتی و سماجی، سیاسی اور دفاعی مراحل شامل ہیں لیکن عجیب تماشہ ہے کہ نام نہاد جہادی پہلے چار بڑے مراحل کو نظر انداز کر کے اپنے انفرادی مفادات کی خاطر اسلام دشمنی میں آخری مرحلے کو پکڑ کر بیٹھے ہیں حالانکہ اس پر بھی عمل صرف دفاعی صورت میں کیا جاسکتا ہے جس کی اجازت کسی جماعت یا تنظیم کو نہیں بلکہ صرف حکومتِ وقت کو ہے اور اس کی شرائط میں بھی دشمن کی خواتین، بوڑھوں، بچوں، سکولوں اور ہسپتالوں کے تحفظ کی ضمانت شامل ہے''۔

امریکن تھنک ٹینک USIP میں شیخ الاسلام کا خطاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے واشنگٹن ڈی سی (امریکہ) کے معروف اور ثقہ تھنک ٹینک United States Institute of Peace (USIP) میں ''اسلام کے تصور جہاد'' پر خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا:

''اسلام کا تصورِ جہاد عالمی سطح پر قیامِ امن اور انسانیت کی فلاح و بہبود کی ضمانت دیتا ہے۔ جہاد کی پانچ اقسام ہیں:

۱۔ ''جہاد بالنفس'': اپنے نفس کی اصلاح کا ذریعہ ہے کہ اپنے نفس کی خواہشات کو قابو کرنے کے لئے روحانی تعلیمات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

۲۔ ''جہاد بالعلم'': پیش آمدہ مسائل کے حل کے لئے اجتہاد اس جہاد کے زمرے میں داخل ہے۔ اسلامی اصولوں کی ضروریات کے مطابق تشریح کرنا تاکہ اسلام جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہوکر انسانیت کے لئے امن ومحبت کا پیامبر بنا رہے۔

۳۔ تیسری قسم کا جہاد معاشرتی پہلو سے تعلق رکھتا ہے جسے ''جہاد بالعمل'' بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس جہاد کے ذریعے لوگوں تک تعلیم کو پہنچانا اور انسانیت کی بہتری کے لئے کام سرانجام دیئے جاتے ہیں۔ یہ جہاد مجموعی طور پر معاشرہ کی مختلف برائیوں اور ناانصافی کے خاتمہ اور مثبت موثر تبدیلی کے لئے ہے۔

۴۔ جہاد کی چوتھی قسم ''جہاد بالمال'' ہے۔ اس کے ذریعے معاشرے میں معاشی ناہمواری کو دور کرنا مقصود ہے۔ انسانی فلاح و بہبود اور معاشرتی بہتری کے لئے خرچ کرنا جہاد بالمال ہے۔

۵۔ جہاد کی پانچویں قسم ''جنگ کے خلاف دفاعی حکمت عملی'' سے تعلق رکھتی ہے کہ اگر کوئی تم پر حملہ آور ہو تو اپنے دفاع کے لئے لڑنا جہاد ہے۔ اسی تصور کو اقوام متحدہ نے بھی اپنے آئین میں درج کرلیا ہے''۔

جارج یونیورسٹی (واشنگٹن ڈی سی) میں شیخ الاسلام کا خصوصی خطاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے جب مارچ 2010ء میں دہشت گردی کے خلاف مبسوط تاریخی فتویٰ دیا تو امریکہ اور مغرب میں اسلام پر ایک اتھارٹی سمجھی جانے والی شخصیت ممتاز سکالر پروفیسر John Esposito نے امریکہ کی پولیٹیکل یونیورسٹیز میں سے سرفہرست یونیورسٹی جارج ٹاؤن یونیورسٹی میں خطاب کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو دعوت دی۔ اس موقع پر شیخ الاسلام نے ''تصور جہاد اور اسلام'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا:

''جہاد عالمی قیامِ امن اور فلاح و بہبود کی ضمانت ہے۔ اسلام کا تصورِ جہاد بہت واضح ہے، بدقسمتی سے اسے بالکل غلط انداز میں پیش کیا گیا۔ بعض جہادی گروہوں نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے جہاد کا غلط معنی ومفہوم دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جس سے جہاد اور دہشت گردی کو خلط ملط کردیا گیا''۔

ورلڈ اکنامک فورم میں شیخ الاسلام کا خطاب

ورلڈ اکنامک فورم کا سالانہ اجلاس اپنی نوعیت کا دنیا کا سب سے اہمیت کا حامل غیر سرکاری اجلاس کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں دنیا بھر سے پہلی صف کی ملٹی نیشنل کمپنیز، دانشور، سیاسی شخصیات اور عالمی طاقتوں کے سربراہان مملکت شریک ہوتے ہیں۔ اس فورم نے تاریخ میں پہلی دفعہ اسلامی دنیا کے واحد نمائندہ سکالر کے طور پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو سوئٹزر لینڈ کے شہر ڈیوس میں 26 جنوری 2011ء کو ''دہشت گردی کی

حقیقت'' کے موضوع پر خطاب کے لئے خصوصی طور پر مدعو کیا۔

مسٹر John Chipman (ڈائریکٹر جنرل چیف ایگزیکٹو انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ فار سٹرٹیجک سٹڈیز) (IISS) نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے دہشت گردی کے خلاف تاریخی فتویٰ کا تعارف کرواتے ہوئے عالمی سطح پر اس کے اثرات کو بیان کیا۔

ورلڈ اکنامک فورم کے اجلاس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ''The Reality of Terrorism'' کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا:

''دہشت گردی نے عالمی سطح پر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر معاشروں کی معیشت پر انتہائی منفی اثرات مرتب کئے ہیں۔ دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں۔ دہشت گردی ایسی چیز نہیں جو اچانک ظہور پذیر ہو جائے بلکہ دہشت گردی کا ارتقائی عمل تنگ نظری اور انتہا پسندی سے ہو کر گزرتا ہے اور عسکریت پسند دہشت گردی کے عمل میں ایندھن کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ تنگ نظری اور انتہا پسندی کے رویے فکری اور نظریاتی ہیں جو عسکریت پسندی اور دہشت گردی کے عمل کو جنم دیتے ہیں۔ دہشت گردی کے انسانیت کش عمل کو کسی بھی مذہب کے ساتھ منسوب کرنا درست عمل نہیں کیونکہ دنیا کا کوئی بھی مذہب انسانی جانوں کے قتل کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام تو ایک فرد کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتا ہے۔

دہشت گردی ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دونوں ممالک کی معیشت کے لئے زہرِ قاتل ثابت ہورہی ہے۔ اس کے سدِ باب کے لئے ضروری ہے کہ ترقی پذیر ممالک کی غربت کو ختم کرنے کے لئے موثر اقدامات اٹھائے جائیں۔ انسانوں کو باہم قریب لانے کے لئے ضروری ہے کہ مذاہب کے مابین مکالمہ اور ہم آہنگی کو فروغ دیا جائے نیز موثر انداز میں معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ دینے کے لئے Multiculturalism اور Integration کو بھی بروئے کار لاتے ہوئے عالمی سطح کے سیاسی تنازعات کو بھی ان کے حقیقی معنوں میں حل کیا جائے''۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے دہشتگردی اور دہشتگرد نظریات کے خاتمے کیلئے ہر طبقہ ہائے فکر کے لوگوں کیلئے 46 کتابوں پر مشتمل ''امن نصاب'' مرتب کر کے عظیم کارنامہ سرانجام دیا جسے مسلم و غیر مسلم معاشروں میں پذیرائی ملی۔ دنیا میں امن و سلامتی کے لیے منہاج القرآن انٹرنیشنل اور شیخ الاسلام کی یہ کاوشیں آج بھی جاری و ساری ہیں۔

❁❁❁❁❁

انتقالِ پُر ملال

☆ گذشتہ ماہ محترم حافظ ظہیر احمد الاسنادی (ریسرچ سکالر FMRi) کی والدہ محترمہ (کراچی) انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆ محترم یاسر خان (سکیورٹی انچارج آغوش کمپلیکس) کی زوجہ محترمہ قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے مرکزی سیکرٹریٹ پر نماز جنازہ پڑھائی اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے شرکت کی۔

☆ محترم محمد ذکریا سیٹھی (منہاجین سیشن 2005ء) مختصر علالت کے بعد قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

☆ محترم قاضی فیض الاسلام (PSO ٹو چیئرمین سپریم کونسل) کے نانا جان قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، ناظم اعلیٰ محترم خرم نواز گنڈا پور اور جملہ مرکزی قائدین و سٹاف ممبران نے مرحومین کے انتقال پر دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل و اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

تحریک منہاج القرآن دنیا میں اسلام کا پرامن پیغام عام کر رہی ہے

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری چیئرمین سپریم کونسل کا دورہ یورپ

قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تقاریب رونمائی سے خطاب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 68 ویں سالگرہ کی مناسبت سے آپ کی علمی و فکری خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے دنیا بھر کے 100 ممالک میں قائم منہاج القرآن انٹرنیشنل کی تنظیمات کے زیر اہتمام انفرادی و اجتماعی سطح پر سیکڑوں عظیم الشان تقاریب کا اہتمام کیا گیا۔ ان جملہ تقریبات کے احوال اور تصاویر www.minhaj.org پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ ان جملہ تقریبات کے احوال کا بیان تنگیٔ صفحات کے پیش نظر ممکن نہیں۔ ذیل میں صرف ان تقریبات کی اجمالی رپورٹ درج کی جارہی ہے جن میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے شرکت کی اور خطابات فرمائے۔

چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے ماہ فروری 2019ء میں یورپ کا تنظیمی دورہ فرمایا۔ اس دورہ کے دوران انہوں نے مختلف ممالک میں ہونے والی قرآنی انسائیکلو پیڈیا کی تعارفی تقریبات میں خصوصی شرکت کی اور خطابات فرمائے۔ ان پروگرامز میں زندگی کے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے افراد اور منہاج القرآن انٹرنیشنل کی تنظیمات نے شرکت کی۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے سپین میں 15 سے 17 فروری، ڈنمارک میں 17 سے 22 فروری، ناروے میں 22 سے 24 فروری، برطانیہ (UK) میں 24 سے 26 فروری، فرانس میں 26 سے 2 مارچ اور جرمنی میں 4 مارچ تک قیام فرمایا۔ چیئرمین سپریم کونسل کے اس دورۂ یورپ کی مختصر رپورٹ نذرِ قارئین ہے:

بارسلونا (سپین)

منہاج اسلامک سنٹر بارسلونا میں 16 فروری 2019ء کو قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمانِ خصوصی چیئرمین سپریم کونسل منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری تھے۔ تقریب کے شرکاء میں قونصل جنرل پاکستان چودھری عمران علی، سرپرست منہاج القرآن سپین محمد نواز کیانی، صدر منہاج یورپین کونسل و منہاج القرآن انٹرنیشنل سپین محمد ظل حسن قادری، سینئر نائب صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل سپین محمد اقبال چودھری، مختلف شعبہ ہائے زندگی و مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والی معروف شخصیات اور منہاج القرآن انٹرنیشنل سپین کے کارکنان کی بڑی تعداد شامل تھی۔ اس موقع پر مقررین نے شیخ الاسلام کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا علمی و تحقیقی کام صدیوں تک نسلوں کو سیراب کرتا رہے گا۔ دورِ حاضر میں شیخ الاسلام کی پہچان ہی آپ کے علمی و تحقیقی کارنامے ہیں۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اپنے خصوصی خطاب میں کہا کہ شیخ الاسلام کی تالیف قرآنی انسائیکلوپیڈیا قرآن فہمی اور اسلامی علوم پر تحقیق کرنیوالے محققین کیلئے نسخہ کیمیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہر طبقہ فکر کے افراد کو رہنمائی ملے گی۔ علم کی دنیا میں قرآنی انسائیکلوپیڈیا ایک تاریخ ساز اضافہ ہے جو تشنگانِ علم کو سیراب کرے گا۔ یہ انسائیکلو پیڈیا نسلِ نَو کو قرآنی تعلیمات کو سمجھنے، اسے زندگی میں نافذ کرنے اور معاشرے سے انتہا پسندی کے خاتمے میں اہم کردار ادا کرے گا۔

ڈنمارک

(رپورٹ: محمد منیر طاہر) منہاج القران انٹرنیشنل

ڈنمارک کے زیراہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی معرکہ آراء تصنیف قرآنی اِنسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب میں چیئرمین سپریم کونسل منہاج القران انٹرنیشنل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی اور خطاب کیا۔ تقریب میں سکینڈے نیویا میں موجود عرب علما، اسکالرز اور سفارت کاروں، سیاسی و سماجی شخصیات، رفقاء و اراکین تحریک منہاج القران اور پاکستان کمیونٹی کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

اس موقع پر ڈنمارک میں جیلوں کے امام شیخ وسیم حسین، ڈاکٹر محمد فواد البرازی، شیخ بصری کرتش، شیخ حامد القاسم، شیخ تاج الدین فرفور اور شیخ صلاح الدین برکات نے خطابات کرتے ہوئے کہا قرآنی انسائیکلوپیڈیا ہر گھر کی ضرورت ہے اور اس میں زندگی میں درپیش تمام فکری معاملات کی الوہی گائیڈ لائن موجود ہے۔ منہاج القرآن امن کے فروغ، انسانیت کے احترام، خدمت خلق اور علم کا کلچر دوبارہ زندہ کرنے پر صدہا مبارکباد کی مستحق ہے۔

اس تقریب کی خاص بات ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کا بیک وقت میں عربی اور اردو میں صدارتی خطاب تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہر دور میں اللہ رب العزت اپنے خاص بندوں کو قرآن کی تفہیم کی نعمت سے نوازتا ہے اور وہ اپنے زمانے میں اپنے لوگوں کیلئے قرآن فہمی کو آسان بناتے ہیں۔ یہ سلسلہ 14 سو سال سے جاری و ساری ہے اور قیامت تک کے لیے جاری و ساری رہے گا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے اللہ کی تائید و نصرت سے 8 جلدوں پر مشتمل قرآنی انسائیکلوپیڈیا تالیف کیا۔ اس قرآنی انسائیکلوپیڈیا نے ہر مکتب فکر اور ہر سطح کی علمی استعداد رکھنے والے افراد کے لیے قرآن پاک کو پڑھنا اور سمجھنا آسان بنا دیا ہے۔

تقریب میں شریک عرب سکالرز نے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کے ڈاکٹریٹ کے مقالے میں بھی خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا جس میں آپ نے تاریخ انسانی کے پہلے دستور میثاق مدینہ کا امریکی، برطانوی اور یورپین دساتیر سے تقابلی مطالعہ کیا ہے۔

اوسلو (ناروے)

اوسلو ناروے میں قائد ڈے کی تقریبات میں شرکت کے لیے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری (چیئرمین سپریم کونسل) اور محترمہ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری 22 فروری کو اوسلو پہنچے۔ منہاج القرآن اوسلو کے مرکز پر قائد ڈے کے حوالے سے خصوصی پروگرام کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جس میں ممبران اور رفقاء کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، سید محمود شاہ، حاجی پرویز نثار اور دیگر عہدیداران سٹیج کی زینت تھے۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اپنے خطاب میں شیخ الاسلام کی علمی وفکری اور ملی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے عرب اہلِ علم کی نظر میں شیخ الاسلام کے مقام و مرتبہ کو بیان کیا۔ اس موقع پر آپ نے اس صدی میں قرآن مجید کی سب سے جداگانہ خدمت ’’قرآنی انسائیکلو پیڈیا‘‘ کی افادیت اور اہمیت کو بھی اجاگر کیا۔

پروگرام کے اختتام پر نمایاں خدمات سرانجام دینے والے عہدیداران و کارکنان کو اسناد دی گئیں۔

برطانیہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 68 ویں سالگرہ کی مناسبت سے منہاج القرآن انٹرنیشنل UK کے زیر اہتمام مانچسٹر میں 24 فروری کو ایک خوبصورت قائد ڈے تقریب کا اہتمام کیا گیا، جس میں برطانیہ بھر سے منہاج القرآن کے رفقاء، کارکنان اور عامۃ الناس نے بھرپور شرکت کی۔ اس پروگرام میں محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری اور محترمہ ڈاکٹر غزالہ حسن قادری نے خصوصی شرکت کی۔ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اس موقع پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی زندگی، کارکنان سے محبت و شفقت اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی علمی وفکری خدمات اور عالمگیر سطح پر شیخ الاسلام کے تحقیقی کام کی پذیرائی کے موضوع پر گفتگو فرمائی۔

اس موقع پر محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے قرآنی انسائیکلو پیڈیا پر بھی خصوصی اظہار خیال کرتے ہوئے اسے موجودہ اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے قرآن فہمی کے باب میں ایک عظیم کارنامہ قرار دیا۔

پروگرام کے اختتام پر منہاج القرآن انٹرنیشنل UK کی جانب سے MQI لندن، منہاج القرآن ویمن لیگUK، منہاج سسٹرز UK، وقاص احمد امین اور جاوید اقبال طاہری کو عظیم خدمات پر ایوارڈز دیئے گئے۔

فرانس

(رپورٹ: رازق حسین گجر) منہاج القران انٹرنیشنل فرانس کے زیراہتمام قرآنی اِنسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 68 ویں سالگرہ کی تقریب 28 فروری 2019ء کو لاکورنیو میں منعقد ہوئی۔ تقریب میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری مہمان خصوصی تھے۔ علاوہ ازیں سفیر یورپ علامہ حافظ نذیر احمد قادری، علامہ حسن میر قادری، شیخ زاہد فیاض اور منہاج القرآن انٹرنیشنل فرانس کے جملہ عہدیداروں اور کارکنان نے بھی شرکت کی۔

پروگرام میں ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خطاب کیا اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی معرکۃ الاراء تصنیف قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی علمی خصوصیات پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ شیخ الاسلام نے قرآن فہمی میں جو کام کیا ہے، یہ ہر مسلمان کے لیے علم وعمل کا خزانہ ہے۔ ہم سب کی یہ خوش قسمتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ دور عطا کیا جس دور میں مجدد وقت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہماری علمی ، اخلاقی اور روحانی تربیت کے لئے موجود ہیں ہمیں اس دور کو غنیمت جانتے ہو اس مشن کی خدمت کرنی چاہیے۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل فرانس کے زیراہتمام قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب 2 مارچ 2019ء کو پیرس میں منعقد ہوئی، جس میں چیئرمین سپریم کونسل ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خطاب کیا۔ فرانس میں پاکستانی سفیر معین الحق نے بھی تقریب میں خصوصی شرکت کی اور منہاج القرآن کی علم و امن پر مبنی عالمگیر دینی خدمات کو سراہا۔ کانفرنس میں فرانس میں مقیم پاکستانی کمیونٹی کی ممتاز شخصیات اور تحریک منہاج القرآن کے رفقائے کار اور اراکین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

فرانس میں تعینات سفیر پاکستان محترم معین الحق نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی طرف سے آٹھ جلدوں پر مشتمل تصنیف کردہ قرآنی انسائیکلوپیڈیا پر خصوصی مبارک باد پیش کرتے ہوئے کہا کہ منہاج القرآن ہمہ جہت تحریک ہے جو ہر سمت میں کام کر رہی ہے۔ خدمت دین کے ساتھ ساتھ خدمت انسانیت کے لئے بھی اسکی خدمات ان گنت ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے قرآنی انسائیکلوپیڈیا لکھ کر قرآن کو آسان فہم کر دیا ہے۔ اس پر ان کو جتنی مبارک باد دی جائے وہ کم ہے۔

ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے قرآنی انسائیکلوپیڈیا کا عظیم مجموعہ لکھ کر امت مسلمہ کے لئے علم کی نئی راہیں کھول دی ہیں اور ہر مسلمان کے لئے قرآنی علوم تک رسائی کو ممکن بنا دیا ہے۔ اس انسائیکلوپیڈیا کی وجہ سے انسان کو قرآن کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں آسانی ہوگی۔ یہ قرآنی انسائیکلوپیڈیا ہر گھر کی ضرورت ہے اور اس میں زندگی میں درپیش آنے والے تمام فکری معاملات کی الوہی گائیڈ لائن موجود ہے۔ منہاج القرآن کی اول، آخر فکر امن کے فروغ ، انسانیت کے احترام اور خدمت خلق پر مبنی ہے۔

تقریب سے سفیر یورپ حافظ نذیر احمد، شیخ زاہد فیاض، علامہ حسن میر قادری اور شاہد ملک نے بھی خطاب کیا۔

جرمنی

منہاج القرآن انٹرنیشنل جرمنی کے زیراہتمام فرینکفرٹ میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تالیف قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب قرآن کانفرنس کے عنوان سے منعقد ہوئی، جس میں چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر حسن محی الدین قادری مہمان خصوصی تھے۔ کانفرنس میں منہاج القرآن انٹرنیشنل فرینکفرٹ کے ڈائریکٹر علامہ فرحت حسین شاہ، چودھری عمران خان، چوہدری فاروق اظہر، عمر حیات، شاہد محمود، محمد اقبال، محمد ارشد اور محمد عنصر نے بھی خصوصی شرکت کی۔

قرآن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کہا ہے کہ قرآن مجید پر علماء و مفسرین میں مختلف ادوار میں بہت کام کیا۔ قرون اولیٰ کے اکابر علماء ، عرفاء اور صوفیاء نے قرآن پاک پر بہت تحقیق کی اب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا قرآن مجید کے 5 ہزار سے زائد جدید نوعیت کے موضوعات قائم کرنا بلاشبہ تجدیدی و احیائی کارنامہ ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تالیف کے ذریعے نہ صرف اسلاف کے کام کو آگے بڑھایا بلکہ آئندہ نسلوں کیلئے قرآن پاک سے علم حاصل کرنے اور کسی بھی نوعیت کے تحقیقی کام میں قرآن پاک سے رہنمائی لینے کی طرف راغب کیا ہے۔

❁❁❁❁❁

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 68 ویں سالگرہ

پاکستان بھر میں قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریبات

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی خصوصی شرکت اور خطابات

کراچی، پشاور، جھنگ، جہلم، بھکر میں عظیم الشان کانفرنسز کا انعقاد

امسال شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 68 ویں سالگرہ کی مناسبت سے پاکستان بھر میں تقاریب کا انعقاد کیا گیا جن میں شیخ الاسلام کی جملہ علمی وفکری خدمات بالخصوص قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی اشاعت پر بھرپور خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ ان تقاریب میں مرکزی ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈا پور، جملہ نائب ناظمین اعلیٰ، تحریک منہاج القرآن، پاکستان عوامی تحریک، منہاج القرآن علماء کونسل، منہاج یوتھ لیگ اور مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے مرکزی، ڈویژنل، ضلعی اور تحصیلی عہدیداران اور مقامی قیادت نے بھرپور شرکت کی۔ پاکستان میں منعقدہ ان جملہ تقاریب کے احوال زیرنظر صفحات کی زینت بنانا ہمارے لیے ممکن نہیں۔ ان جملہ تقاریب کی رپورٹس کے لیے www.minhaj.org ملاحظہ کریں۔ ذیل میں ہم پاکستان بھر میں ہونے والی ان تقریبات کے مختصر احوال نذرِ قارئین کررہے ہیں جن میں محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔

جہلم

تحریک منہاج القرآن جہلم کے زیراہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے تالیف کردہ قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب 2 فروری 2019ء کو منعقد ہوئی جس میں صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی اور خطاب کیا۔ تقریب سے تحریک انصاف کے رکن صوبائی اسمبلی یاور کمال، رکن صوبائی اسمبلی سبرینہ جاوید، پروفیسر سلیم احمد، علامہ رانا محمد ادریس، عصمت اللہ قادری، پروفیسر قدرت اللہ سیالوی، سید ابرار حسین شاہ، صفیہ رفعت نے بھی خطاب کیا۔ اس تقریب میں تحریک کے رہنماؤں، کارکنوں کے ساتھ ساتھ وکلاء، سول سوسائٹی اور مختلف مکتب فکر کے علمائے کرام نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

☆ صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علم عمل کے بغیر کوئی فائدہ نہیں دیتا، قرآن ہدایت اور نجات کا راستہ ہے۔ فرقہ واریت کی آلودگی نے دین اسلام کے علم، امن اور محبت والے پیغام کو سخت نقصان پہنچایا۔ منہاج القرآن اصلاح احوالِ اور احیائے دین کے علم و محبت پر مبنی آفاقی پیغام کو لے کر قریہ قریہ جارہی ہے۔

☆ تقریب سے ایم پی اے یاور کمال نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری اور ان کے کارکن امن و محبت کی پہچان ہیں، انہوں نے قرآنی انسائیکلوپیڈیا کو انسانیت اور امت مسلمہ کی بڑی خدمت قرار دیا۔

☆ ایم پی اے سبرینہ جاوید نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر طاہرالقادری اسلام اور پاکستان کا سرمایہ ہیں، وہ پوری دنیا میں اسلام اور پاکستان کی شناخت ہیں، وہ نوجوانوں کی کردار سازی میں پیش پیش ہیں اور یہ ایک جہاد ہے۔

چکوال

صدر منہاج القرآن ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے 3 فروری 2019ء کو چکوال کا تنظیمی دورہ کیا اور قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی عظیم الشان تعارفی تقریب سے خطاب کیا۔ ڈاکٹر حسین محی الدین نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ پاکستان اور عالم اسلام کا خوشحال مستقبل علم و تحقیق سے جڑا ہے، علم کی مقدار تو بڑھ رہی ہے مگر معیار گر رہا ہے۔ معیار کو تربیت سے بہتر بنانا ہوگا۔ قائد تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے پڑھے لکھے پاکستان اور عالم اسلام کے لیے

منہاج القرآن کے پلیٹ فارم کو وقف کررکھا ہے۔ منہاج القرآن کے زیر اہتمام ملک گیر تعلیمی ادارے بھی قائم ہورہے ہیں اور تربیتی سیشن بھی منعقد ہورہے ہیں۔

جھنگ

تحریک منہاج القرآن کے زیراہتمام جھنگ میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی معرکۃ الآراء تصنیف و قرآنی علوم کا ذخیرہ قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب 13 فروری 2019ء کو منعقد ہوئی، جس کی صدارت تحریک منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کی۔ تقریب میں ایم این اے غلام بی بی بھروانہ، صاحبزادہ سلیمان قمر، ڈاکٹر سلطان الطاف علی، پیر مظہر حسین قادری، سید محبوب الٰہی گیلانی، علامہ سعید اظہر حسین قادری، علامہ محمد آصف حجازی، صاحبزادہ سلطان محمد مشتاق، نائب ناظم اعلیٰ محمد رفیق نجم نے شرکت کی۔

صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا تالیف کردہ قرآنی انسائیکلوپیڈیا قرآن فہمی کے باب میں ایک بہت بڑی خدمت ہے۔ اللہ جس کو جتنی توفیق دیتا ہے، قرآنی آیات کے مطالب و مفاہیم سے وہ اتنا ہی آگاہ ہو جاتا ہے۔ عرفان اور معرفت کی راہ پر چلنے والوں کو قرآن سے ہر قسم کی رہنمائی ملتی ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا تالیف کردہ قرآنی انسائیکلو پیڈیا نے قرآن فہمی کو آسان بنا دیا ہے جو عربی زبان سے واقفیت نہیں رکھتے وہ بھی اس قرآنی انسائیکلو پیڈیا کے مطالعہ سے فہم حاصل کر سکتے ہیں۔

دیپالپور

(رپورٹ: خالد محمود عابدی قادری): 14 فروری 2019ء کو دیپالپور میں قائد ڈے کے موقع پر قرآنی انسائیکلو پیڈیا کی عظیم تعارفی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں کارکنان تحریک اور سول سوسائٹی کے افراد نے شرکت کی۔ اس تقریب میں محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ تقریب میں شرکت کرنے والی شخصیات میں سابق وزیراعلیٰ میاں منظور احمد خان وٹو، سابق ایم پی اے میاں خرم جہانگیر وٹو، سابق ایم این اے سید گلزار سبطین شاہ بخاری، سیکرٹری جنرل بار دیپالپور میاں عدنان سرور وٹو، فقیہ اعظم بصیر پوری کے پوتے شیخ الحدیث مفتی لطف اللہ نوری اشرفی بصیر پور، پیرطریقت علامہ قاری مسعود احمد فریدی بصیر پور، حافظ محمد توصیف قاسم (امیر جماعت اسلامی بصیر پور)، مولانا احمد رضا نوری حویلی لکھا، محترمہ رابعہ ظہور (ہیڈ مسٹریس دار ارقم سکول، انجینئر محمد رفیق نجم (نائب ناظم اعلیٰ کوآرڈینیشن)، قاری ریاست علی چدھڑ (سیکرٹری کوآرڈینیشن سنٹرل پنجاب)، پی ایچ ڈی، ایم فل سکالرز، اور مختلف تنظیموں کے نمائندگان نے شرکت کی۔

☆ اس موقع پر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری (صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل) نے عظمت قرآن اور شیخ الاسلام کی خدمات پر انتہائی پر مغز خطاب فرمایا۔

☆ سابق وزیراعلیٰ پنجاب سینئر سیاستدان میاں منظور احمد وٹو نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے علم، قلم، تقریر اور تحریر کے ذریعے نوجوانوں کو انتہا پسندی سے بچایا اور کردار سازی پر توجہ دی اور نوجوانوں کو علم، وطن اور دین سے محبت کی تعلیم دی۔ تحریک منہاج القرآن اور ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے انصاف کیلئے جدوجہد کی ایک نئی تاریخ رقم کی۔ ڈاکٹر طاہرالقادری کو یہ کریڈیٹ جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے غریب شہید کارکنوں کے انصاف کا کیس لڑنے کا حق ادا کر دیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ سانحہ ماڈل ٹاؤن کا انصاف ہو گا اور انسانیت کا خون بہانے والے اپنے انجام سے دو چار ہونگے۔

☆ شیخ الحدیث پیر مفتی لطف اللہ اشرف قادری نے قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تالیف کو اسلام اور انسانیت کی ایک بڑی خدمت قرار دیا۔

☆ سابق ایم این اے سید گلزار سبطین نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے درمیان شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جیسی ہستیاں ہیں جنہوں نے اسلاف کے علمی سفر کو جاری رکھا ہوا ہے۔

☆ حافظ محمد توصیف قاسم وٹو نے منہاج القرآن کی علم اور امن کیلئے خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔

کراچی

منہاج القرآن یوتھ لیگ کے زیراہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 8 جلدوں پر مشتمل تاریخ ساز کتاب قرآنی

انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب سندھ اسکاؤٹس آڈیٹوریم میں 17 فروری کو منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت تحریک منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کی۔ ڈاکٹر فاروق ستار، ڈاکٹر معراج الہدیٰ ایم کیو ایم کے رہنماء اسلم مجاہد، رضا باقری، کلپنہ دیوی، قاضی زاہد حسین، پروفیسر خیال آفاقی، بشپ خادم بھٹو، شیخ صلاح الدین، پیر آغا فضل الرحمان مجددی، علامہ اعجاز مصطفیٰ، مظہر محمود علوی، نعیم انصاری سمیت سیاسی، سماجی، علمی، ادبی شخصیات، اہل قلم، کالم نگار، شوبز سے تعلق رکھنے والی شخصیات سمیت علماء کرام، اسکالرز، یوتھ تنظیمات کے قائدین، مینارٹی اور خواتین نے بڑی تعداد میں تقریب میں شرکت کی۔

☆ منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا قرآنی انسائیکلوپیڈیا موجودہ صدی کی بلند پایا تحقیق اور عظیم علمی کاوش ہے جو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی نصف صدی کے مطالعہ کا نچوڑ ہے۔ قرآنی انسائیکلوپیڈیا حقوق اللہ، حقوق العباد، عقائد ایمانیات، دین و دنیا، آخرت، قیامت کی حقیقت، قصص الانبیاء، کائنات کی حقیقت، تخلیقِ آدم، اخلاق و اقدار، حلال و حرام، اقلیتوں کے حقوق، حیوانات سمیت دنیا کے پانچ ہزار موضوعات پر مشتمل ہے۔ یہ صرف ہر گھر کی ضرورت ہی نہیں بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کیلئے ہر ادارے کی بھی ضرورت ہے۔ قرآنی انسائیکلوپیڈیا نے تمام شعبہ ہائے زندگی، معاشی، اقتصادی، قانونی، سائنسی، دینی، مذہبی، جدید، قدیم مسائل کو آسان فہم اور ایک عام انسان کو قرآن کے قریب کر دیا ہے۔

☆ ڈاکٹر فاروق ستار نے کہا کہ قرآنی انسائیکلوپیڈیا لکھ کر گوگل کو مات دے دی ہے۔ اب ہر سوال کا جواب گوگل نہیں قرآنی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ شیخ الاسلام کی تمام تصانیف نے زندگی کے ہر شعبہ کو احاطہ کیا ہے۔ آپ نے دین کی حقیقی، معتدل اور امن و سلامتی پر مبنی تعلیمات کے فروغ اور اسلام کا حقیقی چہرہ دنیا کے سامنے لانے کیلئے دنیا بھر کا سفر کیا اور دنیا پر ثابت کیا کہ اسلام امن محبت سلامتی کا دین ہے، اس کا دہشت گردی، انتہا پسندی اور تنگ نظری سے کوئی تعلق نہیں۔

☆ جماعت اسلامی سندھ کے سابق امیر ڈاکٹر معراج الہدیٰ نے کہا شیخ الاسلام نے نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں علمی، تحقیقی، تعلیمی ادارے قائم کر کے نوجوان نسل کو لادینیت، انتہا پسندی اور بے راہ روی سے بچانے کا نا قابل فراموش کارنامہ سر انجام دیا۔ قرآنی انسائیکلوپیڈیا بھی اسی کا ایک تسلسل ہے۔

☆ خانہ فرہنگ آف ایران کے ڈائریکٹر رضا باقی نے کہا قرآنی انسائیکلوپیڈیا اس صدی کی عظیم نعمت ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری جیسے اسکالرز کی خدمات دنیائے اسلام کیلئے مشعل راہ ہیں۔

☆ حجتہ الاسلام صلاح الدین نے کہا شیخ الاسلام اتحاد بین المسالک کے عظیم ستارے ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے علمی کام کو دیکھ کر دنیا دنگ ہے۔ ایسی علمی، ادبی اور فکری شخصیت اللہ تعالیٰ خوش نصیب اقوام کو صدیوں بعد نعمت کی صورت میں عطا فرماتا ہے۔ شیخ الاسلام نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کا فخر اور انہی نعمتوں کا تسلسل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے عظیم اقوام کو عطا کیں۔

☆ پروفیسر خیال آفاقی، پیر فضل الرحمان مجددی، علامہ اعجاز مصطفیٰ نے کہا۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نے علم، قلم، تقریر اور تحریر کے ذریعے نوجوانوں کو انتہا پسندی سے بچایا۔ ضرورت اس امر کی ہے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی کتب کو پاکستان کے نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ آنے والا معاشرہ معتدل اور حقیقی روشن خیال ہو۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی صورت میں ملت اسلامیہ پر احسان کیا۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نے اس تالیف کے ذریعے صدیوں کا قرض چکا دیا ہے۔

جڑانوالہ

تحریک منہاج القرآن جڑانوالہ کے زیراہتمام 24 فروری 2019ء کو مقامی ہال میں قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب منعقد ہوئی، جس میں صدر منہاج القرآن ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر فیاض احمد وڑائچ، میجر (ر) عبد الرحمٰن رانا، مولانا محمد یحییٰ مدنی (جمعیت اہل حدیث)، ڈاکٹر سعید احمد (جماعت اسلامی)، سید طیب شاہ، میاں غلام دستگیر، علامہ ابوشمس احمد علی، تصدق حسین نقوی، فرحان عزیز، خلیل طاہر، سید محمد طیب حسین گیلانی، ڈاکٹر شفیق احمد اور مریم خلیل قادری بھی موجود تھے۔

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین

قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ منہاج القرآن قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی تحریک ہے۔ نوجوانوں کی کردار سازی قائد تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی بیداری شعور مہم کا مرکز و محور ہے۔ وہ قرآنی تعلیمات کے ذریعے نوجوانوں کو انتہا پسندی اور تکفیری مذموم پراپیگنڈہ سے بچا رہے ہیں۔ قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تالیف عصر حاضر میں خدمت قرآن کے ضمن میں ایک بڑی سعادت ہے۔

کوہاٹ

تحریک منہاج القرآن کوہاٹ کے زیراہتمام قرآنی اِنسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب 27 فروری 2019ء کو گریژن مارکی کوہاٹ میں منعقد ہوئی، جس میں صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدی قادری نے خطاب کیا۔ تقریب رونمائی میں ضیاء اللہ بنگش، ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القران خرم نواز گنڈاپور اور مرکزی صدر مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ عرفان یوسف بھی موجود تھے۔

ڈاکٹر حسین محی الدی قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن امن، محبت، ترقی، خوشحالی اور نجات کا راستہ ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا قرآنی انسائیکلوپیڈیا اسلام کی عظیم خدمت ہے۔ یہ عام آدمی کے لیے قرآن فہمی کا آسان ترین ذریعہ بھی ہے۔ شیخ الاسلام نے قرآنی انسائیکلوپیڈیا جیسی عظیم کتاب کی تصنیف کر کے متلاشیان علم کیلئے اس صدی کا احسان عظیم کیا ہے۔ قرآن فہمی میں انسانیت کی معراج ہے جبکہ قرآن گریزی میں زوال ہے۔ قرآن حکیم کو قیامت تک کیلئے انسانیت کیلئے دستور حیات اور قانون فطرت قرار دیا ہے۔

اٹک

تحریک منہاج القرآن تحصیل فتح جنگ کے زیراہتمام منہاج القران و جملہ فورمز کیا ورکرز کنونشن منعقد ہوا، جس میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی اور خطاب کیا۔ ورکرز کنونشن میں پیر قاسم علی شاہ، نائب ناظم اعلی تحریک منہاج القران رانا محمد ادریس، یاسر صادق ایڈووکیٹ اور تحصیل فتح جنگ کے قائدین و کارکنان نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ آخر میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے مقامی قائدین و کارکنان کی تنظیمی امور میں اعلی کارکردگی پر شیلڈز بھی تقسیم کیں۔

☆ تحریک منہاج القران اٹک کی تحصیل حضرو کے زیراہتمام گاوں پنجوانہ میں ورکرز کنونشن منعقد ہوا، جس میں صدر منہاج القران انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کیا۔ اس موقع پر مرکزی نائب ناظم اعلیٰ رانا محمد ادریس بھی آپ کے ساتھ تھے۔ یہاں مقامی تنظیم کے کارکنان نے کنونشن میں بھرپور شرکت کی۔

پنڈ دادنخان (جہلم)

تحریک منہاج القرآن پنڈ دادنخان جہلم کے زیراہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی معرکتہ الآراء تالیف قرآنی اِنسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب 28 فروری 2019ء کو مقامی ہال میں منعقد ہوئی، جس میں صدر منہاج القران انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ نائب ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القران رانا محمد ادریس، سہیل رضا، مرکزی ناظم تربیت پروفیسر محمد سلیم قادری، مقامی علمائے کرام، سیاسی و سماجی شخصیات، وکلاء برادری، منہاج القرآن ویمن لیگ کی خواتین اور اہل علاقہ کی بڑی تعداد نے بھی تقریب رونمائی میں شرکت کی۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی شکل میں امت کی علمی خدمت کی ہے، جو رہتی دنیا تک یاد رکھی جائے گی۔ منہاج القرآن نے علم کے کلچر کو فروغ دیا، قرآن فہمی میں منہاج القرآن اور شیخ الاسلام کا علمی کردار شرق سے غرب تک پھیل رہا ہے۔ یہ اللہ کا فضل اور کرم ہے کہ اس نے امت میں قرآن فہمی کے لیے تحریک منہاج القرآن کو منتخب کر لیا۔

پشاور

تحریک منہاج القرآن اور مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ کے زیراہتمام جامعہ پشاور میں قرآن اور سائنس کانفرنس منعقد ہوئی۔ وفاقی وزیر مذہبی امور ڈاکٹر نور الحق قادری مہمان خصوصی تھے۔ تحریک منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کانفرنس کی صدارت کی۔ ناظم اعلیٰ منہاج القرآن خرم نواز گنڈاپور، ایم ایس ایم کے مرکزی صدر چوہدری عرفان یوسف، آصف خان

و دیگر نے بھی کانفرنس میں شرکت کی اور خطابات کئے۔

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر نورالحق قادری نے اپنے خطاب میں قرآنی انسائیکلوپیڈیا کو اسلام اور انسانیت کی عظیم خدمت قرار دیا۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے اپنے خطاب میں کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری قرآن کی فکر کو عام کر رہے ہیں۔ قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تالیف اسی سوچ اور فکر کا نتیجہ ہے۔ منہاج القرآن قرآن کے بتائے ہوئے صراط مستقیم پر ہے اور ہماری خدمت دین کا مرکز ومحور نوجوانوں کو قرآن سے جوڑنا ہے۔

علی پور سیداں (نارووال)

تحریک منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے علی پور سیداں (نارووال) میں حضرت پیر سید جماعت علی لاثانی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر منعقدہ سالانہ عقیدہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی اور خصوصی خطاب کیا۔

کانفرنس کی صدارت سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت صاحبزادہ سید مدثر حسین شاہ لاثانی سرکار نے کی۔ کانفرنس میں منہاج القرآن علماء کونسل کے ناظم میر آصف اکبر قادری، محترم ڈاکٹر خادم حسین خورشید الازہری، مفتی فاروق احمد خان، پیر سید ذاکر حسین شاہ جماعتی علی پور شریف، علامہ حافظ طاہر ضیاء صوبائی ناظم علماء کونسل اور دیگر ہزاروں حضرات نے شرکت کی۔ علماء مشائخ، اہل علاقہ اور مریدین وعقیدت مندوں کی بڑی تعداد نے بھی شرکت کی۔

صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ دور بدترین فتنوں کا ہے ایمان اور عقیدے پر حملے ہو رہے ہیں، اسلام کے دائمی دشمنوں کی نظریاتی دہشتگردی سے نئی نسل کو بچانا علمائے کرام، سکالرز، اساتذہ اور ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسلام کے دشمنوں نے امت مسلمہ کو مسلمہ عقائد کے حوالے فکری انتشار میں مبتلا کرنے کیلئے ریسرچ سیل قائم کر رکھے ہیں، وہ قرآن وسنت کی غلط تشریح کے ذریعے مغالطے پیدا کر رہے ہیں اور اس کیلئے جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال کر رہے ہیں۔ سماجی رابطوں کی ویب سائٹس ہوں، فیس بک پیجیز ہوں، ٹویٹرز اکاؤنٹس ہوں، یو ٹیوب ہو، انسٹا گرام ہو، وٹس ایپ گروپس ہوں، ان کے ذریعے نئی نسل کو گمراہ کیا جاتا ہے۔ فی زمانہ علمائے کرام، سکالرز کی ذمہ داری ہے کہ وہ خود بھی منفی پراپیگنڈے کیلئے استعمال ہونیوالے ان ٹولز کے متعلق معلومات رکھیں اور پھر نوجوانوں کو بھی اپنے خطابات اور پیغامات کے ذریعے اس پراپیگنڈہ سے بچائیں۔

لاہور

تحریک منہاج القرآن لاہور پی پی 144اور پی پی 145اے کے زیراہتمام شیخ الاسلام کی معرکۃ الآراء تالیف قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب 6مارچ 2019ء کو مقامی ہال میں منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت پیر سید محی الدین محبوب کاظمی نے کی جبکہ تحریک منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ تقریب میں آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی کے ایم ایل اے غلام محی الدین دیوان، اقبال اکادمی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، انجینئر نجم رفیق، نوراللہ صدیقی، راجہ زاہد محمود، امیر لاہور حافظ غلام فرید اور دیگر مہمانوں نے بھی شرکت کی۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآنی انسائیکلوپیڈیا شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا وہ علمی کارنامہ ہے، جو پوری امت مسلمہ کے لیے قابل فخر ہے۔ دنیا میں جتنے بھی انسائیکلوپیڈیا لکھے گئے تو 10سے 15 ماہرین علوم کے حامل لوگوں نے ملکر لکھے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز شیخ الاسلام کو دیا کہ انہوں نے 25 ہزار موضوعات کا تن تنہا احاطہ کر کے قرآنی انسائیکلوپیڈیا مرتب کیا۔ قرآنی علوم اللہ تعالیٰ کا وہ عظیم انعام ہے، جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کام تحریک منہاج القرآن سے لیا، جس پر جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

پروگرام میں پیر سید محی الدین محبوب کاظمی نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اس صدی کے مجدد ہیں، ان کا علمی ورثہ قرآنی علوم کا یہ مجموعہ کوئی عام تالیف نہیں ہے۔ شیخ الاسلام کو اس عظیم کارنامے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

کلور کوٹ (بھکر)

تحریک منہاج القرآن کلور کوٹ، بھکر کے زیراہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے تالیف کردہ قرآنی انسائیکلوپیڈیا

کی تعارفی تقریب 9مارچ 2019ء کو منعقد ہوئی، جس کی صدارت تحریک منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کی اور خصوصی خطاب کیا۔ نائب ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن رانا محمد ادریس بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ اس تقریب میں مقامی سیاستدانوں، علمائے کرام، سیاسی و سماجی شخصیات، منہاج القرآن ویمن لیگ کی خواتین اور اہل علاقہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے تقریب کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منہاج القرآن اور قائد تحریک منہاج القرآن امت مسلمہ میں قرآنی فکر کو عام کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ الحمدللہ اس جدوجہد نے اندرون بیرون ملک لاکھوں خواتین و حضرات اور نوجوانوں کے قلب وفکر میں انقلابی اثرات مرتب کیے ہیں۔

خوشاب

تحریک منہاج القرآن خوشاب کے زیراہتمام شیخ الاسلام کی تالیف قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب 10 مارچ 2019ء جوہرآباد میں مقامی ہال میں منعقد ہوئی، جس میں تحریک منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ اس موقع پر سجادہ نشین آستانہ عالیہ پھپڑاہ شریف صاحبزادہ پیر محمد احسن مظہری مہمان خصوصی تھے۔ تقریب میں علماء، مشائخ، اسکالرز اور مختلف طبقہ ہائے فکر کی شخصیات نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس میں مقامی تحریکی قیادت، دیگر مذہبی و سیاسی تنظیموں اور مقامی سماجی، صحافتی تنظیموں کے سنئیر رہنماؤں نے بھی شرکت کی۔

ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ الحمدللہ منہاج القرآن کی کوششوں سے مطالعہ قرآن و حدیث کے حوالے اسلاف کی علمی اقدار کو زندہ کیا جا رہا ہے اور اسکے ثمرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ قرآنی انسائیکلوپیڈیا نے مطالعہ قرآن کے ضمن میں غور وفکر کے نئے دروازے کھولے ہیں اور اس سے کلام اللہ کو سمجھنے میں مدد مل رہی ہے اور پڑھنے والے کیلئے اسے سمجھنے میں آسانیاں پیدا ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تحریک منہاج القرآن اور شیخ الاسلام کو علم کی وراثت عطا کی ہے۔ آپ سب کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ عظمیٰ کی قدر کریں۔ اہلیان منہاج القرآن کی شناخت علم ہو اور وہ جہاں بھی رہے تو اس شناخت کو قائم رکھے۔ علم کی وراثت زندہ رکھنے کے لیے قرآنی انسائیکلوپیڈیا کو ہی پڑھ لیں تو اللہ پاک آپ سب کو اتنا علم عطا کرے گا کہ آپ قرآنی علوم کو جان لیں گے۔ آج ہمیں علم دوستی اور قرآن سے دوستی کرنی ہوگی، اس میں ہماری دنیاوی و اخروی نجات کا راز پوشیدہ ہے۔

منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن (خانقاہ ڈوگراں) کے زیراہتمام 15 شادیوں کی اجتماعی تقریب

منہاج ویلفیئر فاونڈیشن خانقاہ ڈوگراں کے زیراہتمام 5 فروری کو 15جوڑوں کی شادیوں کی اجتماعی تقریب منعقد ہوئی، جس میں چیئرمین سپریم کونسل تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ منہاج القرآن خانقاہ ڈوگراں کی تنظیم اب تک 200سے زائد بچیوں کی شادیاں کروا چکی ہے۔

تقریب میں مرکزی سیکرٹری اطلاعات نوراللہ صدیقی، تحریک انصاف کے راہنما رانا وحید انور، آصف سلہریا ایڈووکیٹ، صوفی محمد طفیل قادری، خالد منہاجین، رانا شفیق، ڈاکٹر اصغر نعمان، ارشد ناڑو و دیگر رہنما شریک تھے۔ علاقے کی اہم سیاسی، مذہبی، سماجی شخصیات نے بھی تقریب میں شرکت کی۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے کہا ہے کہ منہاج القرآن نے مواخاتِ مدینہ کے تصور احترامِ انسانیت کو آج زندہ رکھا ہوا ہے اور ملک بھر کی تنظیمات ہر سال اپنی مدد آپ کے تحت شادیوں کی اجتماعی تقاریب منعقد کر کے کم آمدنی والے خاندانوں کے بچوں اور بچیوں کے شانہ بشانہ کھڑی ہوتی ہیں۔

غریب و نادار گھرانوں کی بیٹیوں کی اجتماعی شادیوں کا انعقاد تحریک منہاج القرآن کا طرہ امتیاز بن چکا ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی زیرسرپرستی تحریک منہاج القرآن خدمت انسانیت، تعلیم، صحت اور فلاح عام کیلئے سرگرم عمل ہے۔

ازدواج میں منسلک ہونیوالے ہر جوڑے کو تحریک منہاج القرآن خانقاہ ڈوگراں کی طرف سے ڈیڑھ لاکھ روپے مالیت کا گھریلو سامان تحفے میں دیا گیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 68ویں سالگرہ پر مرکزی سیکرٹریٹ میں خصوصی تقریب

قرعہ اندازی میں عمرہ کا ٹکٹ حاصل کرنے والے خوش نصیبوں میں نوراللہ صدیقی اور محمد دلدار حسین شامل

خصوصی رپورٹ

مرکزی سیکرٹریٹ میں محفل نعت و دعائیہ تقریب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 68 ویں سالگرہ کے موقع پر 19 فروری کو تحریک منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ پر محفلِ نعت و دعائیہ تقریب منعقد ہوئی، جس میں صدر منہاج القران انٹرنیشنل ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خصوصی شرکت کی۔ تحریک منہاج القرآن کے ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور سمیت تحریک کی جملہ مرکزی قیادت اور دیگر مرکزی قائدین اور سٹاف ممبران نے بھی پروگرام میں شرکت کی۔

عالم اسلام کے نامور قراء قاری سید صداقت علی اور قاری نور احمد چشتی نے تلاوت قرآن مجید کی۔ پاکستان کے نامور ثناء خوان الحاج اختر حسین قریشی، محمد افضل نوشاہی، شہباز قمر آفریدی، شہزاد حنیف مدنی اور شہزاد برادران نے نعتیہ کلام پیش کیے۔

محفل نعت و قوالی کے بعد ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے عمرہ کے ٹکٹ کی قرعہ اندازی کی، جس میں قائدین کیٹگری میں مرکزی ناظم میڈیا اور چیف ایڈیٹر مجلّہ منہاج القرآن نوراللہ صدیقی اور سٹاف ممبران میں سے محمد دلدار حسین (نظامت مالیات) کا نام نکلا۔ تقریب کے اختتام پر کیک کاٹا گیا اور شیخ الاسلام کی صحت و سلامتی کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔ پروگرام کے انعقاد میں ناظم اجتماعات و ناظم سیکرٹریٹ محمد جواد حامد نے اہم کردار ادا کیا۔

منہاج یونیورسٹی لاہور میں فاؤنڈرز ڈے تقریب

قائد تحریک منہاج القرآن اور منہاج یونیورسٹی لاہور کے بانی و بورڈ آف گورنرز کے چیئرمین ڈاکٹر طاہرالقادری کی 68ویں سالگرہ پر منہاج یونیورسٹی لاہور میں خصوصی تقریب فاؤنڈرز ڈے کے عنوان سے منعقد ہوئی۔ سالگرہ کی تقریب میں ڈاکٹر حسین محی الدین، ڈاکٹر محمد اسلم غوری، خرم نواز گنڈاپور، بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خاں، ڈاکٹر شاہد سرویا، کرنل (ر) محمد مبشر، بیرسٹر عامر حسن، یونیورسٹی کے ڈینز، ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹس اور سینئر کلاسز کے طلبہ و طالبات نے شرکت کی۔

قومی کرکٹ ٹیم کے مایہ ناز اوپنر بیٹسمین کرکٹر اظہر علی نے ڈاکٹر طاہرالقادری کی سالگرہ میں شرکت کی اور نوجوانوں کی کردار سازی کے حوالے سے شیخ الاسلام کی عالمگیر کاوشوں کو سراہا۔

اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے ڈپٹی چیئرمین منہاج یونیورسٹی لاہور ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے کہا اتحاد سے طاقت اور طاقت سے منزل حاصل ہوتی ہے۔ طاقت وہ جوہر ہے جو انسان کو اس کی منزل کے قریب لے جاتا ہے۔ اس دنیا میں علم، کردار، اخلاص اور جہدِ مسلسل کامیابی کے زینے ہیں، اگر یہ اوصاف اجتماعی سطح پر معاشروں میں جمع ہو جائیں تو وہ معاشرے مثالی بن جاتے ہیں۔ قائداعظم نے مختلف مذاہب، مسالک اور سیاسی جماعتوں کو ایک جگہ جمع کر کے طاقت حاصل کی۔ یہ اتحاد ان کی

طاقت بنا اور پھر اس طاقت سے پاکستان کی منزل حاصل ہوئی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا تعلق ایک متوسط گھرانے سے ہے، انہوں نے مذکورہ اوصاف کے ذریعے عالم اسلام کو علم و تحقیق کے بے مثال اداروں کا تحفہ دیا اور آج دنیا کے لاکھوں کروڑوں نفوس ان کی علمی تحقیق سے مستفید ہو رہے ہیں۔

ڈاکٹر طاہرالقادری کے علمی کام اور اسلام کے بیانیہ کو دنیا کے ہر مذہب کے سکالرز، ان کے پیروکاروں اور ہر مزاج کے معاشروں کے سامنے فخر کے ساتھ پیش کیا جاسکتا ہے۔

اس موقع پر ڈاکٹر محمد اسلم غوری، خرم نواز گنڈاپور اور پرووائس چانسلر ڈاکٹر شاہد سرویا نے بھی خطاب کیا۔

کالج آف شریعہ میں قائد ڈے تقریبات

منہاج یونیورسٹی لاہور کے کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز کے زیراہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 68 ویں سالگرہ کے سلسلہ میں قائد ڈے کی تقریبات میں محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری، معروف کالم نگار و صحافی عامر خاکوانی، وحدت المسلمین کے رہنما علامہ امین شہیدی، صاحبزادہ دیوان مسعود احمد چشتی سجادہ نشین پاکپتن شریف، علامہ محمد عباس وزیری روضہ علمیہ قم ایران کے استاد، صوبائی وزیر تعلیم ڈاکٹر مراد راس، مرکزی رہنما تحریکِ انصاف ابرارالحق اور نعت گو شاعر زاہد فخری، معروف نعت خواں اختر قریشی، صاحبزادہ محمد حسان حسیب الرحمان، صوبائی وزیر آبپاشی محسن لغاری، پارلیمانی سیکرٹری پنجاب پیر احمد شاہ کھگہ، سلطان خان اور ہر طبقہ زندگی سے تعلق رکھنے والی معروف شخصیات مہمانانِ گرامی کے طور پر شریک ہوئیں۔

دیگر مہمانانِ گرامی میں مرکزی قائدین شامل تھے۔ ناظم اعلیٰ تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈا پور، مفتی عبدالقیوم ہزاروی، پروفیسر نواز ظفر، ڈاکٹر خان محمد ملک، ڈاکٹر ممتاز الحسن باروی، کرنل محمد مہدی، ڈاکٹر شفاقت اللہ بغدادی، ڈاکٹر مسعود احمد مجاہد، ڈاکٹر شبیر احمد جامی، ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی، محبّ اللہ اظہر، نگران بزم صابر حسین نقشبندی، کالج کے اساتذہ کرام اور تحریک کے مرکزی قائدین شامل تھے۔ پروگرام میں مقررین نے اظہار خیال کرتے ہوئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی علمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

☆ منہاج یونیورسٹی لاہور کے کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز میں طلباء نمائندہ بزم منہاج کے زیراہتمام قائد تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی 68 ویں سالگرہ کے سلسلہ میں کل پاکستان بین الکلیاتی قرأت، نعت، عربی، اردو انگلش تقاریر اور مباحثہ کے مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ ہفتہ تقریبات کا مقصد طلباء و طالبات میں اہم تعلیمی نصابی سرگرمیوں کا فروغ ہے۔

☆ ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام کی ساری زندگی علم سے جڑی ہوئی ہے۔ شیخ الاسلام کی علمی زندگی کا نچوڑ قرآنی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ آپ نے علم کو مسلکی حدودوقیود سے آزاد ہو کر پھیلایا، یہی وجہ ہے کہ آج شیخ الاسلام کی فکر عالمی دنیا کا اثاثہ ہے۔ شیخ الاسلام دنیائے اسلام کا علمی خزانہ ہے، جس کو آگے منتقل کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔

تقریب میں صحافی عامر خاکوانی نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری وہ شخصیت ہیں، جنہوں نے عالمگیر اسلامک سنٹرز کی شکل میں اہل پاکستان اور انسانیت کو بے مثال اداروں کا تحفہ دیا، ڈاکٹر طاہر القادری کے ہتھیار علم، کتاب اور دلیل ہیں۔ مجھے اس بات پر خوشگوار حیرت ہوتی ہے کہ اتنا بڑا کام ایک تنہا شخص نے کیا حالانکہ ایسے کام ادارے اور بہت ساری شخصیات مل کر کرتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ڈاکٹر طاہر القادری پر خاص فضل ہے۔ ڈاکٹر طاہرالقادری کی تعلیمات اور تالیفات میں اعتدال ہے، جس کی آج پاکستانی سوسائٹی کو سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری اپنی اعتدال پسند فکر کے باعث ہر مسلک اور طبقہ فکر میں محترم اور قابل عزت ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر طاہرالقادری دنیا کا علمی خزانہ ہیں، ہمیں ان کی فکر کو عام کرنا ہوگا۔

قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی شہر شہر تقاریبِ رونمائی

منہاج القرآن نے بین المذاہب ہم آہنگی اور بین المسالک رواداری کی ایک نئی تاریخ رقم کردی

خصوصی رپورٹ: ریاست علی چدھڑ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے 68 ویں یوم پیدائش کے موقع پر شہر شہر قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تقاریب رونمائی منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ الحمدللہ اندرون اور بیرون ملک کی تنظیمات نے جوش و خروش اور عزت و احترام کے ساتھ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے یوم پیدائش پر قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تقاریب منعقد کیں اور انسائیکلوپیڈیا کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تقاریب رونمائی میں تمام مسالک اور مکتب فکر کے جید علمائے کرام، سیاسی، سماجی رہنماؤں اور اقلیتی رہنماؤں نے شرکت کی۔ یہ تقاریب اتحاد بین المذاہب و بین المسلمین کا ایک خوبصورت مظاہرہ تھیں۔

ان تقریبات میں مرکزی، صوبائی، ضلعی، تحصیل اور یونین کونسل کی منہاج القرآن کی قیادت نے شرکت کی۔ ان تمام تقریبات کے احوال کا بیان تنگیٔ صفحات کی بناء پر ممکن نہیں۔ تاہم وہ تقریبات جن میں مرکزی قائدین نے شرکت کی ان کی رپورٹس نذرِ قارئین ہیں۔ ان کامیاب تقاریب رونمائی کے انعقاد پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے جملہ تنظیمات کے ذمہ داران کو مبارکباد دی ہے اور ان کی خدمتِ قرآن کے تناظر میں ان مخلصانہ کاوشوں کو سراہا ہے۔

۱۔ 19فروری کو نسیم میرج ہال نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ میں خصوصی تقریب منعقد ہوئی، مہمان خصوصی انجینئر محمد رفیق نجم تھے، مقررین میں محترم صاحبزادہ پیر رفیق احمد مجددی، سید شہباز احمد شاہ بخاری، پروفیسر ڈاکٹر عبدالماجد، پروفیسر محمد اعظم نوری، چودھری محمد سرفراز، پروفیسر ساجد رشید، لالہ اسداللہ، چودھری مبشر افضل چیمہ، حاجی طاہر نعیم چغتائی شامل تھے۔

۲۔ 4مارچ کو ایشیاء میرج ہال علی پور چٹھہ میں تقریب منعقد ہوئی، مہمان خصوصی انجینئر محمد رفیق نجم تھے، مقررین میں پیر سید نصیر الدین شاہ، پیر سائیں غلام رسول اویسی، رانا محمد شاہد نسیم، امجد مجید بٹ، بدرالزمان چٹھہ شامل تھے۔

۳۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ صوبائی حلقہ رجانہ میں 18فروری بروز سوموار قیوم میرج ہال میں تقریب منعقد ہوئی جس کے مہمان خصوصی انجینئر محمد رفیق نجم تھے، تقریب سے مہر محمد اقبال طاہر، محمد ذوالفقار، علامہ محمد اسلام، فیصل خان، محمد شفیق نے خطاب کیا۔

۴۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دوسری تقریب 21فروری کو سٹی میرج ہال میں منعقد ہوئی چیف گیسٹ انجینئر محمد رفیق نجم تھے، مقررین میں خلیل الرحمٰن، پروفیسر محسن رضا، سردار عجائب خان ایڈووکیٹ، جابر حسین طاہر شامل تھے۔

۵۔ 21فروری کو گوجرانوالہ میں محسن میرج ہال میں تقریب منعقد ہوئی، مہمان خصوصی خرم نواز گنڈاپور تھے جبکہ مقررین میں علامہ ثناء اللہ ربانی، محمد بشیر اکرم چیمہ، محمد خالد مغل، بدالزمان چٹھہ، ناصر محمود، پروفیسر عبدالرحمٰن، اے ڈی عامر شامل تھے۔

۶۔ انجینئر رفیق نجم نے 19 فروری، 22 فروری، 24 فروری، یکم مارچ، 4مارچ کو گوجرانوالہ میں عظیم الشان تقاریب رونمائی کی صدارت کی۔

۷۔ 27فروری کو ساہیوال ٹی ایم ہال چیچہ وطنی میں تقریب

منعقد ہوئی، مہمان خصوصی انجینئر محمد رفیق نجم تھے جبکہ مقررین میں پروفیسر منیر احمد رزمی، محمد انور، عمیر اسلام شامل تھے۔

۸۔ 27فروری کو جامع مسجد غازی آباد ساہیوال میں بھی خصوصی تقریب ہوئی، مہمان خصوصی انجینئر محمد رفیق نجم تھے، مقررین میں حاجی محمد اسلم سہیل، چودھری رحمت علی، علامہ محمد اسلم، چودھری محمد مطلوب شامل تھے

۹۔ 27فروری کو ساہیوال پنجاب سائنس کالج کمیر میں خصوصی تقریب منعقد ہوئی، مہمان خصوصی انجینئر محمد رفیق نجم تھے، مقررین میں راؤ اعجاز احمد، حاجی محمد اسلم، حکیم ظفر علی عباسی، راؤ طارق شہزاد شامل تھے۔

۱۰۔ 27فروری کو اسلامیہ ہائی سکول 90موڑ ساہیوال میں خصوصی تقریب منعقد ہوئی، مہمان خصوصی انجینئر محمد رفیق نجم تھے جبکہ مقررین میں حاجی محمد اسلم سہیل، چودھری نثار احمد ڈھول شامل تھے۔

۱۱۔ 4فروری کو جھنگ بھیرو میں ڈیرہ ملک فیض اللہ کھوکھر تقریب منعقد ہوئی۔مہمان خصوصی انجینئر محمد رفیق نجم تھے،مقررین میں قاری امان اللہ، علامہ محمد صدیق،عبدالباسط شامل تھے۔

۱۲۔ 4فروری جھنگ اکڑیانوالہ میں تقریب کا انعقاد ہوا، مہمان خصوصی انجینئر محمد رفیق نجم تھے، مقررین میں ملک نورمحمد، سرفراز خان شامل تھے۔

۱۳۔ 10مارچ عثمان پیلس جلال پور جٹاں گجرات میں خصوصی تقریب منعقد ہوئی، مہمان خصوصی انجینئر محمد رفیق نجم تھے، مرکزی وفد میں سید محمود الحسن جعفری، بابر چودھری شامل تھے، مقررین میں قاری محمد یعقوب قادری، علامہ حافظ بشارت علی شازی، پروفیسر شوکت علی چودھری، زاہد محمود انصاری، مہدی حسن قمی، قاری عبدالرحمٰن، مولانا محمد ابوبکر غزالی، علامہ محمد حنیف، مرزا طارق بیگ، علامہ محمد طیب قادری، میاں ندیم القادری، رافعہ صفدر رندھاوا، ناصرہ تبسم شامل تھے۔

۱۴۔ تحریک منہاج القرآن لالہ موسیٰ کے زیراہتمام قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب منعقد ہوئی، جس میں ناظم اعلیٰ خرم نواز گنڈاپور، ڈائریکٹر بین المذاہب اور ہم آہنگی منہاج القرآن سہیل احمد رضا نے خصوصی شرکت کی۔تقریب سے خرم نواز گنڈاپور، منہاج القرآن لالہ موسیٰ کے ضلعی صدر مرزا محمد طارق بیگ اور دیگر مہمانوں نے بھی خطاب کیا۔

۱۵۔ ناظم اعلی تحریک منہاج القرآن خرم نواز گنڈاپور نے حاجیوالا گجرات میں قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب میں شرکت کی اور خطاب کیا۔

۱۶۔ تحریک منہاج القرآن حافظ آباد کے زیراہتمام قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب اور قائد ڈے کی خصوصی تقریب منعقد ہوئی، جس میں مرکزی نائب ناظم اعلیٰ انجینئر محمد رفیق نجم مہمان خصوصی تھے۔ تقریب میں سید محمود الحسن جعفری نے خصوصی شرکت کی۔ پروگرام میں اہل علاقہ، منہاج القرآن کے کارکنان و قائدین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔

۱۷۔ تحریک منہاج القرآن مریدکے راوی ریان (ضلع شیخوپورہ) کے زیر اہتمام قرآنی انسائیکلو پیڈیا کی تعارفی تقریب منعقد ہوئی جس میں مرکز سے علامہ میر محمد آصف اکبر قادری اور علامہ امداد اللہ قادری نے شرکت کی اور خصوصی خطابات کیے۔ دیگر مقررین میں مفتی عبدالمنان محمدی سیفی، مولانا سیف اللہ سیفی، مولانا خلیل احمد قادری اور سید امداد حسین شاہ شامل تھے۔

۱۸۔ تحریک منہاج القرآن قصور کے زیراہتمام شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی معرکۃ آراء تالیف قرآنی اِنسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریب 2 مارچ کو منعقد ہوئی۔تقریب میں نائب ناظم اعلی تحریک منہاج القرآن انجینئر محمد رفیق نجم اور پی ٹی آئی رہنماء اعجاز چوھدری اور حاجی محمد امین انصاری نے خصوصی شرکت کی۔تقریب میں سید محمود الحسن شاہ، ریاست علی چدھڑ، مذہبی، سیاسی و سماجی شخصیات، تحریک منہاج القرآن قصور کے قائدین و کارکنان اور عوام الناس کی بڑی تعداد بھی شریک ہوئی۔

یوں تو پاکستان کے ہر ضلع تحصیل اور یونین کونسل میں تقاریب رونمائی منعقد ہوئیں جن کی رپورٹس 10 مارچ 2019ء تک موصول ہوئیں انہیں شامل اشاعت کیا جاسکا۔اس حوالے سے تنظیمات سے درخواست ہے کہ وہ اس ضمن میں مزید رپورٹس ارسال کر دیں تو انہیں آئندہ شمارہ میں شامل اشاعت کرلیا جائے گا۔

❁❁❁❁❁

اہم اعلان: رفقاء و تنظیمات متوجہ ہوں!

تحریک منہاج القرآن اور اس کے جملہ ذیلی فورمز کی دعوتی، تربیتی، تعلیمی، اصلاحی، فکری سرگرمیوں کے لیے جملہ مالی وسائل کا انحصار صرف اور صرف اپنے رفقاء کے زرتعاون وعطیات اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی کتب و ریکارڈڈ خطابات سے حاصل ہونے والی آمدنی پر ہے۔ تحریک منہاج القرآن کے رفقاء اپنا زرتعاون تحریک کے دعوتی وتربیتی اور تنظیمی و انتظامی امور کی انجام دہی کے لئے تحریک کو بطور عطیہ ادا کرتے ہیں، تاہم رفقاء کی فکری وتنظیمی اور دینی و روحانی تربیت اور انہیں تحریکی سرگرمیوں سے آگاہ رکھنے کے لئے ماہنامہ منہاج القرآن اور ماہنامہ دختران اسلام بالترتیب مرد اور خواتین کو ارسال کئے جاتے ہیں۔ ان مجلّہ جات کی طباعت و ترسیل پر اٹھنے والے اخراجات رفقاء کے زرتعاون ہی سے پورے کئے جا رہے ہیں اور الگ سے رفقاء پر کوئی مالی بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ ملکی معاشی صورت حال اور مہنگائی سے ان مجلّہ جات کی طباعت و ترسیل کے اخراجات میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اور موجودہ زرتعاون میں تحریکی مصارف کے ساتھ ساتھ مجلّہ جات کے اخراجات پورا کرنا ممکن نہیں رہا۔

اس سلسلہ میں مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس مورخہ 28 جنوری 2018ء میں زرتعاون میں اضافہ کی سفارشات کو منظور کرتے ہوئے درج ذیل فیصلہ جات کئے ہیں:

1۔ ماہانہ زرِتعاون بمعہ مجلّہ 50 روپے سے بڑھا کر 100 روپے کر دیا ہے۔ سالانہ زرتعاون ادا کرنے کی صورت میں 200 روپے کی رعایت کے ساتھ یہ زرِتعاون 1200 روپے کی بجائے 1000 روپے ہوگا۔

2۔ تاحیات رفاقت کے زرتعاون کے پرانے ٹیرف کو برقرار رکھتے ہوئے کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ لہٰذا تاحیات رفاقت کا زرتعاون حسب سابق بمعہ مجلّہ 6000 روپے (یکمشت یا 6 ماہانہ اقساط) جبکہ بغیر مجلّہ زرتعاون 5000 روپے (یکمشت یا 5 ماہانہ اقساط) ہوگا۔ میموریل رفاقت کا زرتعاون بھی حسب سابق 5000 روپے برقرار رکھا گیا ہے۔

3۔ مرکزی مجلس قائمہ نے اپنے اجلاس 9 فروری 2019ء میں بغیر مجلّہ ماہانہ زرتعاون 30 روپے سے بڑھا کر 60 روپے کر دیا ہے جو کہ سالانہ ادا کرنے کی صورت میں 600 روپے ہوگا۔

<u>ترسیلات زر رفاقت</u>: ممبرشپ کا زرتعاون منی آرڈر کے ذریعے بنام مرکزی ناظم ممبرشپ یا آن لائن بنام" ادارہ منہاج القرآن اکاؤنٹ نمبر 03-019779001629 حبیب بینک لمیٹڈ، فیصل ٹاؤن برانچ لاہور" پر بھجوا سکتے ہیں۔ یہ آن لائن اکاؤنٹ، حبیب بینک کا فریڈم اکاؤنٹ ہے جو کہ بینک مذکورہ کی بالکل فری سروس ہے، اس میں حبیب بینک کی کسی بھی آن لائن برانچ سے رقم بھجوانے میں کوئی اضافی سروس چارجز ادا نہیں کرنا پڑتے۔ ادارہ کے اس آن لائن اکاؤنٹ میں موبی کیش اور ایزی پیسہ سے بھی رقوم منتقل کی جاسکتی ہیں، ایسی منتقلی کی صورت میں سیل فون کمپنی کو رقم وصول کرنے والے کا سیل فون نمبر مرکزی ناظم ممبرشپ کا دیا جائے تاکہ انہیں رقم منتقلی کا پیغام مل سکے۔ ان تمام صورتوں میں ارسال کئے جانے والے زرتعاون کی تفصیل، بینک کی رسید اور نئے رفقاء کے ممبرشپ فارم نظامت ممبرشپ کو Whats app یا E-mail کے ذریعے بھجوادیں اور اصل کاغذات (بالخصوص ممبرشپ فارم) پوسٹ بھی کر دیں۔ شکریہ!

نوٹ:۔ دور دراز علاقوں کے رہنے والے احباب بینک یا ڈاک خانہ نزدیک نہ ہونے کی صورت میں پرسنل نام پر فون کمپنی سے ایزی لوڈ وغیرہ کی صورت میں رقوم بھجوانے پر اصرار کرتے ہیں، واضح ہو کہ مرکزی نظامت ممبرشپ میں ذاتی ناموں پر رقوم بالکل وصول نہیں کی جاتیں۔

نظامت ممبرشپ تحریک منہاج القرآن 365۔ ایم ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون نمبر 042-35169111-4 Ext-139

مزید معلومات کے لئے رابطہ فرمائیں: سرفراز احمد خان، مرکزی ناظم ممبرشپ، موبائل نمبر: 0300-4432717 (Whatsapp اسی نمبر پر ہے)

E-Mail:- minhaj.membership@gmail.com

Minhaj Institute
of Qira'at & Tehfeez-ul-Quran

Minhaj-ul-Quran
Model High School
(For Boys)

معہد المنہاج للقراءات وتحفیظ القرآن

داخلہ جاری ہے

حفظ القرآن اور سکول کی تعلیم ساتھ ساتھ

اہلیت برائے داخلہ 9th کلاس
- عمر 14 سے زائد نہ ہو
- حافظ قرآن
- مڈل پاس

اہلیت برائے داخلہ حفظ القرآن وسکول
- عمر 11 سال سے زائد نہ ہو
- ناظرہ قرآن پاک پڑھا ہونا
- پرائمری پاس

نمایاں خصوصیات
- اخلاقی تربیت کا اہتمام
- تجربہ کار اساتذہ کرام
- انگلش میڈیم سلیبس P.T.B
- تجوید وقراءت کی تعلیم
- مستحق اور محنتی طلبہ کو فیس میں رعایت
- ڈسپنسری کی سہولت
- صاف ستھرا پرسکون تعلیمی ماحول
- ہاسٹل کی سہولت

آغوش کمپلیکس شاہ جیلانی روڈ ٹاؤن شپ لاہور 042-35110831,0301-4056853

ADMISSION FALLS

اسلامیہ ڈگری کالج
F.A. ICS
علوم شریعہ +
B.A. M.A.
منہاج ایجوکیشن بورڈ سے الحاق
برائے طالبات
دو سال میں ترجمہ تفسیر کی تکمیل

جامعہ اسلامیہ قرآن کمپلیکس
درسِ نظامی+LLB (مکمل فری)

Education Sensation Revolution

Laurel Home School
English Medium HIGHER SECONDARY For Boys & Girls
Affiliated with: Board of Intermediate & Secondary Education. Gujranwala.

ہاسٹل کی محفوظ اور بہترین سہولت

تحفیظ القرآن انسٹیٹیوٹ
برائے طلبہ طالبات
2 سے 3 سال میں تکمیل حفظ القرآن

چیف ایگزیکٹو
پروفیسر علامہ محمد مظہر حسین قادری
ایم اے اسلامیات - ایم اے عربی - ایم اے انگلش
فاضل المنہاج انٹرنیشنل یونیورسٹی لاہور

پرنسپل
مسز گل فردوس
سابق لیکچرار منہاج گرلز کالج لاہور

rat.
0300-0506566

قرآنی انسائیکلوپیڈیا کی تعارفی تقریبات میں ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی شرکت اور خصوصی خطابات

پشاور

حضرو

جہلم

سرگودھا

جڑانوالہ

فتح جنگ

خوشاب

کوہاٹ

لاہور

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
APR-2019
LAHORE
Regd CPL No.41

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

کی اسلام کے علمی و عملی، اخلاقی و روحانی، تعلیمی و سائنسی
فقہی و قانونی، انقلابی و فکری اور عصری
موضوعات پر 550
سے زائد کتب